وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین
۲
حدیثِ شوق
راجا رشید محمود

حدیثِ شوق

(مجموعۂ نعت)

راجا رشید محمود

سلیم بُک سنٹر

۱۴۰/۸ بازار جج محمد لطیف اندرون ٹکسالی گیٹ۔ لاہور

کتاب : حدیثِ شوق

موضوع : مدحتِ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثنا)

نعت گو : راجا رشید محمود

اشاعت دوم : ۱۹۸۶ء

صفحات : ۱۷۶

مطبع : علی مجید پرنٹرز
۸-سی - دربار مارکیٹ - لاہور

طابع : چودھری علی محمد

ناشر : چودھری محمد سلیم

قیمت : ۲۴ روپے

مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ کے

جذبِ محبت کے نام

محمود التجا ہے خُدا سے یہی کہ ہو
مقبولِ بارگاہِ پیمبر حدیثِ شوق

چہرہ

صَلُّوا عَلَیہِ وَآلِہٖ

حدیثِ شوق

مدحتِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۴۰۲ھ

دل نے جو حدیثِ شوق کہی، جب نعت ہوئی لب پہ جاری
وارفتگی ہاتف نے کہا، سبحان اللہ ما شاء اللہ!

بہ ذوقِ نعت گوئی میں نے کھولی ہے زباں آقا
سلیقہ نکتہ آرائی کا ہے مجھ کو کہاں آقا
رہِ رُشد و ہدایت کے امیرِ کارواں آقا
طبیبِ اہلِ عالم، چارۂ بے چارگاں آقا
مدینے کے سوا جائیں تو ہم جائیں کہاں آقا
مدینہ ہے ہمارے واسطے دارالاماں آقا
میں اُن کے دم سے ہوں، ان کا کرم ہے زندگی میری
امیرِ ملک ہستی ہیں شہِ اقلیم جاں آقا
منوّر ہے نقوشِ پائے اقدس کے تصوّر سے
وجودِ صورتِ احساس مثلِ کہکشاں آقا
ترشح رحمتوں کا ہو تو پھر دل کو قرار آئے
چراغِ داغِ مہجوری سے اٹھتا ہے دُھواں آقا
مہِ چہرِ رخِ نبوّت تک پہنچنے کو ہمکتا ہے
خیالوں کے دریچے سے دلِ ناشادماں آقا
شہنشاہی سے بہتر ہے گدائی کوچۂ طیبہ کی
سرِ دشتِ طلب کرتا ہوں سیرِ لامکاں آقا
اگر محمودؔ کچھ دن اور بھی طیبہ نہیں پہنچا
دکھائیں گی سماں کیا آپ سے یہ دُوریاں آقا

صلی اللہ علیہ وسلم

پُرزیاں، کج مج بیاں، ناکارہ ہوں میرے حضور
کس زباں سے آپ کی مدحت کروں میرے حضور

گوہرِ الطاف سے دامن کبھی خالی نہیں
ذکرِ طیبہ سے ہیں آنکھیں لالہ گوں میرے حضور

آپ کے دم سے ہے سازِ زندگی میں زیر وبم
آپ کے دم سے ہے سوزِ اندروں میرے حضور

آپ کا اسمِ مبارک خاتمِ دل کا نگیں!
آپ کا ذکرِ حسیں وجہِ سکوں میرے حضور

آپ ہی کے واسطے ہفت آسماں گردش میں ہیں
راہ تکتے ہیں نجومِ بے سکوں میرے حضور

اپنی امت پر نگاہِ لطف و رحمت کیجیے
ہے ستم ایجاد چرخِ نیلگوں میرے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم

خیالِ طیبہ سفر میں، حضر میں رہتا ہے
جہانِ عشق دلِ مختصر میں رہتا ہے

سمائے کیسے مرے دل میں عرش کی رفعت
جمالِ گنبدِ خضرا نظر میں رہتا ہے

غمِ فراقِ دیارِ حبیب کے باعث
ہجومِ اشکِ رواں چشمِ تر میں رہتا ہے

نہیں ہے دولتِ عشقِ نبی جسے حاصل
تلاشِ لعل و دُر و سیم و زر میں رہتا ہے

نشاں ہے آپ کی انگشت کے اشارے کا
وہ ایک داغ جو قلبِ قمر میں رہتا ہے

مری نظر میں نم آلود سے دھندلکے ہیں
کہ دل فراقِ نبی کے اثر میں رہتا ہے

جسے ہے ربط گوارا نبی کے دشمن سے
فریبِ وسعتِ قلب و نظر میں رہتا ہے
جمالِ الفتِ محبوبِ خالق و مالک
خوشا نصیب کہ روحِ بشر میں رہتا ہے
نظر جھکی ہے درِ مصطفیٰ پہ یوں میری
کہ اوجِ عرش بھی حدِ نظر میں رہتا ہے
کبھی یہاں سے مدینہ، کبھی وہاں سے یہاں
مرا خیال مسلسل سفر میں رہتا ہے
نہیں ہے باغِ جناں کی اُسے طلب محمود
مگن جو الفتِ خیر البشر میں رہتا ہے

نقشِ پائے سرورِ کون و مکاں کی جستجو
حسرتوں کا ماحصل ہے، خواہشوں کی آبرو
ذکرِ پاکِ مصطفیٰ (صلِ علیٰ) سے دوستو
آرزوئے دید پاتی ہے مرے دل میں نمو
وَالضُّحیٰ ہے چہرۂ پُرنور کا عکسِ جمیل
شرح ہے واللیل کی زلفِ معنبر مو بہ مو
خادموں کو آپ کے پیغامِ لاتحزن ملا
آپ کے بندوں نے پایا مژدۂ لاتقنطوا
آپ کے لطف و عطا سے ہیں دو عالم مستفید
آپ کا ابرِ کرم چھایا ہوا ہے چار سو
گردشِ دوراں ہے اُن کی جنبشِ ابرو کا نام
اُن کے جلووں سے منور ہے جہانِ رنگ و بو

ذکرِ آپؐ سے پھلا پھولا تخیّل کا چمن
یادِ طیبہ سے ہُوا آباد شہرِ آرزو
اُن کے دم سے مل گئی تعبیرِ خوابِ زندگی
اُن کے ارشاداتِ والا سے ہوئی تفسیرِ ہُو
یہ قبائے آدمیت میں بدیدیت کے چاک
اُسوۂ سرکار کی تقلید سے ہوں گے رفو
آدمیت کو ملی ہے زندگی جن کے طفیل
اُن پہ ہوں قرباں ہمارے جان و مال و آبرو

ک ایک نفَس نعتِ شہِ ہر دوسرا ہے
یہ ذوق مجھے اُن کی عنایت سے ملا ہے
ضو پاش و ضیا ریز ہے خورشید کی مانند
چہرہ جو غبارِ رہِ طیبہ سے اٹا ہے
سرکار کے الطاف و کرم ہی کی بدولت
ہر دل میں تمناؤں کا اک شہر بسا ہے
اللہ نے جو ذکرِ پیمبر کو عطا کی
رفعت ہے وہ ایسی کہ تصوّر سے ورا ہے
فطرت جو سناتی ہے صدا عشقِ نبی کی
عالم ہمہ تن گوش بر آواز ہوا ہے
آنگن میں بھی پھل پھول محبت کے کھلے ہیں
الطافِ مدینہ کا دریچہ جو کھُلا ہے

محبوبِ خدا وہ ہیں، شہِ کون و مکاں وہ
اُن سا کوئی ہوگا، نہ کوئی ہے، نہ ہوا ہے

ڈھانپا ہے تری دید کی امّید کو جس نے
وہ میرے مقدّر کے اندھیرے کی ردا ہے

نظّارے کی خواہش ہے تو پھر آنکھ اٹھاؤ
ہر ذرّۂ طیبہ میں ارم جلوہ نما ہے

کچھ بھیک مرے کاسۂ سر کو بھی ملے گی
سجدے میں درِ سرورِ عالم پہ پڑا ہے

طیبہ کی سحر خیز ہوا کی ہے یہ شوخی
ڈھلکی جو شبِ تار کے کاندھوں سے ردا ہے

محمود کو کیا خوف بھلا روزِ جزا کا
آقا کا ہے مدّاح۔ بھلا ہے کہ بُرا ہے

لب ہے دل کے حرم کا دروازہ
ذکرِ شاہِ امم کا دروازہ

دل میں یادِ نبی در آئی ہے
وا ہُوا چشمِ نم کا دروازہ

ذکرِ آقا، خدا کی خوشنودی
یادِ طیبہ ارم کا دروازہ

تا دمِ مرگ میں نہ چھوڑوں گا
سرورِ محتشم کا دروازہ

صحنِ دل کی طرف کو کھلتا ہے
عشق کے کیف و کم کا دروازہ

بند ہر رنج و غم کا ہر روزن
وہ جو کھولیں کرم کا دروازہ

دیدِ سرکار کی توقع ہے
جب کھلے گا عدم کا دروازہ

بابِ احمد کے ذکر سے کھولا
خود خدا نے قسم کا دروازہ

وا ہے ہر اک کے واسطے محمود
سیّدِ ذوالکرم کا دروازہ

یوں قلب پہ ہے الفتِ آقا اثرانداز
ہو لفظ پہ جس طرح سے معنیٰ اثرانداز

دنیا میں بھی سرکار کی الفت ہے مؤثر
یہ ربط قیامت میں بھی ہوگا اثرانداز

طیبہ بھی پہنچ جاؤں گا اک روز یقیناً
تکمیل پہ ہوتا ہے ارادہ اثرانداز

تاثیرِ قدم اُن کی ہوئی ثبت اُحد پر
انگلی کا ہُوا مہ پہ اشارا اثرانداز

کیا اور کوئی چہرہ سمائے گا نظر میں
سرکار کا ہے دل پہ سراپا اثرانداز

تقدیر پہ ہے ماہِ مدینہ کی تجلّی
کیا مجھ پہ ہو قسمت کا ستارہ اثرانداز

محمود خداوندِ تعالیٰ کا کرم ہے
خامے پہ جو ہے مدحتِ آقا اثرانداز

ذکرِ آت قرار کا باعث
عزّت و افتخار کا باعث

نکہتِ گلشنِ مدینہ ہے
باغِ جاں میں بہار کا باعث

نعت میں خوش نوائیاں میری
رحمتوں کی پھوار کا باعث

آپ کا قرب، آپ سے دُوری
جیت کی وجہ، ہار کا باعث

ماسوائے نبی کسی کا خیال
ذہن کے خلفشار کا باعث

شبِ اسریٰ ہوئے قدم اُن کے
عرش کے افتخار کا باعث

میرے آقا کا ذکر ہے محمود
رحمتِ کردگار کا باعث

محبوبِ کبریاؔ مرے دل کو ہے لگن
حسنِ ازل کی یاد میں ہے عشق نغمہ زن

مجھ کو کبھی نصیب ہو وہ ساعتِ جمیل
جب روضۂ حضور ہو آنکھوں میں ضو فگن

ماہِ مدینہ قبۂ خضریٰ پر ہو عکس ریز
ہر سانس کو نصیب ہو جبریل کا چلن

پلکیں جو ابرِ عشقِ نبی سے ہوں باوضو
کھل جائیں گے گلاب سرِ مزرعِ سخن

دل میں ہے ابتہاج و مسرت کی چاندنی
سرکار کے غلام کو کیا رنج، کیا محن

احساس کی نگاہ میں امیدِ دید ہے
روشن ہوئی ہے دل میں چراغوں کی انجمن

ہے فکرِ ماسوائے نبی وقت کا ضیاع
نعتِ حبیبِ خالقِ ہر دو سرا ہے فن

پانی عقیدتوں کا ہے بحرِ نگاہ میں
ہو ساحلِ حجاز پہ دل کیوں نہ نغمہ زن

روشن ہوتے ہیں مجھ پہ شفق رنگ راستے
دل پر پڑی ہے ماہِ مدینہ کی جب کرن

وہ مطلعِ ازل ہیں ، وہ ہیں مقطعِ ابد
محمودؔ ان کی مدح مرا افتخارِ فن

چمکی ہے اسمِ نور سے لوحِ جبینِ دل
رشکِ صد آفتاب ہے شہرِ حسینِ دل

یادِ رسولِ پاک کا اللہ رے ارتباط
دِل اس کا ہم نشیں ہے، وُہ ہے ہم نشینِ دِل

پَھل پُھول اس میں اُن کی محبّت کے ہیں فقط
شاداب جن کے دَم سے ہُوئی سرزمینِ دل

معراج کا اُسے کہاں ادراک ہو سکے
حاجب درِ نبی کا ہے رُوح الامینِ دِل

اُجڑا سا اِک مکاں تھا، یہ اب لامکان ہے
جب سے حضور، آپ ہُوئے ہیں مکینِ دِل

مَیں بن گیا ہوں اُن کی عنایت کا آئنہ
صلِّ علیٰ! عطیّہ نقش و نگینِ دِل

دل ہے امینِ رحمتِ محبوبِ کبریا
محبوبِ کبریا کا کرم ہے امینِ دل

فریاد کیا کروں، مجھے غم ہی نہیں کوئی
یادِ حسیں ہُوئی ہے جو اُن کی قرینِ دل

غوّاص کی تلاش میں گر کچھ خلوص ہے
پائے گا بحرِ مدح سے دُرِّ ثمینِ دل

جب سے ہوئی ہے حُبِّ نبی دِل میں موجزن
اِک ایک مُوئے تن ہے مرا خوشہ چینِ دل

ہر لمحۂ حیات ہے محمودؔ سومنات
جب تک بتوں سے پاک نہ ہو آستینِ دل

ہر ایک غم سے، ہر اک سرخوشی سے واقف ہیں
مرے حضور مری زندگی سے واقف ہیں

کشودِ غنچۂ دل ہے ہوائے طیبہ سے
اسی کے فیض سے ہم تازگی سے واقف ہیں

دلوں میں جو ہے نہاں، جو لبوں پہ آتا ہے
حضور! آپ کہی، ان کہی سے واقف ہیں

میانِ بندہ و خالق ہیں برزخِ کبریٰ
خدا کو جانتے ہیں، آدمی سے واقف ہیں

بسی ہیں گنبدِ خضرا کی ان میں تنویریں
مری نگاہیں بھی جب سے نبی سے واقف ہیں

نبی کے خلق سے جو اکتساب کرتے رہے
وُہ لوگ رسم و رہِ آشتی سے واقف ہیں

خیالِ دُوریٔ طیبہ نے چھین لی ہے خوشی
اگرچہ لب تو مرے بھی ہنسی سے واقف ہیں

ہیں اہلِ عقل رسا چاند کی حقیقت تک
ہم اہلِ عشق ہیں، ان کی گلی سے واقف ہیں

مرے نبی پہ ہے ظاہر ہر ایک شے محمودؔ
وُہ رازہائے خفی و جلی سے واقف ہیں

عروجِ نعت کو خوفِ زوال ہی تو نہیں
کہ ذکر ان کا ہے جن کی مثال ہی تو نہیں

صباحتوں کا سندیسہ بھی نامِ احمد ہے
جراحتوں کا فقط اندمال ہی تو نہیں

شفیع ان کو نہ مانا اگر تو کفر کیا
حواس کا یہ فقط اختلال ہی تو نہیں

رچی بسی ہے دلوں میں محبتِ طیبہ
یہ جذبہ ایسا ہے جس کو زوال ہی تو نہیں

کمالِ صبر کے شاہد ہیں طائف و بطحا
رُخِ حضور سے ظاہر ملال ہی تو نہیں

برائے بدر بھی ہے اک اشارۂ انگشت
پئے سلامیٔ آقا ہلال ہی تو نہیں

کرم نما ہے پیمبر کی یاد کا بادل
ترشحِ عرقِ انفعال ہی تو نہیں

خرابِ ہجرِ مسلسل ہے نارسا محمود
رسائے خاکِ حریمِ جمال ہی تو نہیں

نعتِ آقا سے ہے گویا اکتسابِ بزمِ قدس
مدح گوئے مصطفیٰ ہے بہرہ یابِ بزمِ قدس

ہر دو عالم ان کے دم سے آ گئے تخلیق میں
اُن سے خالق نے کیا ہے انتسابِ بزمِ قدس

ابجدِ تعلیمِ انساں حرفِ طٰہٰ ہو گیا
کھیٰعص اب ہے نصابِ بزمِ قدس

وہ کرم فرمائیں تو ملتی ہے جنت کی نوید،
اور وہ چاہیں تو اٹھتا ہے حجابِ بزمِ قدس

مجتنب تکریمِ پیغمبر سے ہے جو بدنصیب
اس کی قسمت میں لکھا ہے اجتنابِ بزمِ قدس

رحمۃ للعالمیں کے فیض کی کیا بات ہے
رحمتِ انسانیت، شفقت مآبِ بزمِ قدس

حکمِ آقا پر عمل کرنے سے درِ جنت کے وا
وردِ نامِ مصطفیٰ سے فتح بابِ بزمِ قدس
محفلِ ہستی اُنھی کے نور سے روشن ہوئی
ذکرِ پیغمبر ہُوا لبِّ لبابِ بزمِ قدس
اُس سے پھر قائم ہُوا دنیا میں خوشبو کا نظام
تھا پسینہ آپ کا بوئے گلابِ بزمِ قدس
میرا مجموعہ ہے ان کی مدح کا آئینہ دار
شعر ہیں لاریب میرے مستجابِ بزمِ قدس
آپ کے الطاف کا محمود سے کیا ہو بیاں
نام لیوا آپ کا ہے باریابِ بزمِ قدس

اپنے خوش، سرشار بیگانے تو اعدا مطمئن
رحمتِ آقا سے ہے ہر ایک بندہ مطمئن
دولتِ عشقِ رسولِ حق جسے حاصل ہُوئی
کون اس مردِ خدا سے ہے زیادہ مطمئن
سنّتِ ربِّ عُلیٰ ہے وجہِ اطمینانِ قلب
نعت کہتا ہوں تو مَیں رہتا ہوں کیسا مطمئن
جو نگاہوں کے حوالے سے ہو طیبہ میں ادا
روحِ پژمردہ کو کر دے گا وُہ سجدہ مطمئن
جب پریشانی میں مَیں نے لے لیا نامِ نبی
ہو گیا، اَللّٰہُ اَکْبَرْ! مَیں سراپا مطمئن
بے سبب اس کی سیہ پوشی نہیں اے دوستو!
ہجرِ طیبہ میں کہاں آغوشِ کعبہ مطمئن

زندگی مُردوں کو دیتا تھا مسیحا ، اور خود
آپ کی امّت میں آئے گا تو ہو گا مطمئن

لا مکاں تک تو رسائی اس کی ممکن ہی نہیں
ہو گی طیبہ ہی میں یہ چشمِ تماشا مطمئن

خواب میں سرکارِ والا کی زیارت کیا ہُوئی
آنکھ روشن، قلب ہے مسرور، چہرہ مطمئن

کس کو ملتی ہے دمِ آخر مدینے کی زمیں
جس کی قسمت میں مگر لکھا ہو مرنا مطمئن

نعت میں محمود جب مَیں خامہ فرسا ہو گیا
حرف خوش ہیں، لفظ شیریں ہیں تو معنیٰ مطمئن

تم جو ہونٹوں پر کھلاؤ گے عقیدت کے گلاب
بالیقیں ہو جاؤ گے دونوں جہاں میں کامیاب

ابرِ رحمت کھُل کے برسے گا شعورِ زیست پر
پہلے ہو دُربار ذکرِ پاک میں چشمِ پُر آب

شاملِ حال اس کے ہے لُطفِ شہنشاہِ زمن
ہر نفس صبح و مسا ہیں یاد جس کو آنجناب

خامۂ احساس سے لکھتا ہوں مصحف ہجر کا
چشمِ پُرخوں سے ہُوئی مرقوم یہ دِل کی کتاب

خواہشِ دیدِ نبی دل میں جواں رکھتا ہوں مَیں
رنگ لے آئے گا آخر ان ارادوں کا شباب

احتسابِ حشر کا بھی ڈر برائے نام ہے
وُہ جو شافع ہیں تو کیوں مجھ کو ہو دوزخ کا عذاب

اُن کی آنکھوں سے بھلا محجوب رہ سکتا ہے کیا
خالق و مالک کو دیکھا ہے جنھوں نے بے حجاب

ان کے قدموں تک نہ جو پہنچے تو کیا ہے زندگی
دِل سراپا رنج و غم ہے، جاں رہینِ اضطراب

نعت کہتا ہوں میں جب احمد رضا کے فیض سے
نام سے حسانؓ کے کرتا ہوں اس کا انتساب

کیفیت ناقابلِ تحریر ہے کل رات کی
نعت کہتا تھا مگر ایسے کہ بیداری، نہ خواب

مدح گوئے مصطفےٰ محمود ہے خود کبریا
نعت کا مجموعۂ اوّل ہُوئی اُمّ الکتاب

کھولتی ہے دل کا دروازہ کلیدِ التفات
میرے آقا! اب سنا دیجے نویدِ التفات

طالبوں پر پڑ ہی جاتی ہے نظر سرکار کی
آپ کے ہیں نام لیوا مستفیدِ التفات

نغمہ ہائے شوق سازِ دل پہ جب گاؤں گا میں
ہوگی برپا ایک تقریبِ سعیدِ التفات

انبساطِ جاں کا مژدہ ہے کرم سرکار کا
مرگِ محرومی ہے آقا کی نویدِ التفات

جانے یہ محمود کب دیکھے گا روضہ آپ کا
ہجرِ طیبہ میں ہُوا خونِ امیدِ التفات

میرے آقا باعثِ ہر ساز و سامانِ نشاط
وجہِ استیصالِ رنج و غم ، نگہبانِ نشاط

ٹوٹ کر بکھرا ہوا تھا شیشۂ انسانیت
آپ سے پہلے دریدہ تھا گریبانِ نشاط

ہے ترشح راحتوں کا میرے جان و قلب پر
زندگی پر اُن کی رحمت سے ہے بارانِ نشاط

دامنِ حُبِّ پیمبر ہے مسرّت کا سبب
کون بدقسمت ہے جو چھوڑے گا دامانِ نشاط

لب پہ ذکرِ مصطفیٰ صلِّ علیٰ دن رات ہے
یعنی صد فی صد قیامت میں ہے امکانِ نشاط

نعتِ سرکارِ دو عالم حرزِ جان و قلب ہے
اس طرح محمود ہوں گویا سبق خوانِ نشاط

اصل میں تعلیمِ پیغمبر ہے عرفانِ نشاط
بے سرو سامانیٔ دنیا ہے سامانِ نشاط

جس کی خاطر منتظر تھا میزبانِ لامکاں
اُدْنُ مِنّیْ کا مخاطب ہے وہ مہمانِ نشاط

میرے آقا کے سوا، ہے کون میرا دہر میں
عالمِ رنج و تعب میں اور دورانِ نشاط

حفظِ ناموسِ نبی میں جان دے جو خوش نصیب
ہوگئے آسودۂ آغوشِ جانانِ نشاط

شادمانی پھول برسائے گی طیبہ سے ضرور
پہلے ثابت تو کرو تم خود کو شایانِ نشاط

ہے یہ فرمانِ نبی ـــــ وہ راندۂ درگاہ ہے
بھول جائے اپنے خالق کو جو دورانِ نشاط

اس جہاں پر ان کی آمد ہے جو احسانِ خدا
جشنِ میلادِ نبی ہے شکرِ احسانِ نشاط

ہے زبانِ خامہ پر سرنامۂ عالم کا ذکر
اپنی ہستی کا فسانہ ہے بہ عنوانِ نشاط

ہیں عقیدت کے ہر اک پودے پہ پھول اقرار کے
پھولتا پھلتا ہے یوں گویا گلستانِ نشاط

زندگی بھر وہ کریں گے حکمِ آقا پر عمل
ہو گیا جن حق شناساؤں کو وجدانِ نشاط

چھا گئی ہیں راحتیں جان و دلِ محمود پر
نعت گوئے مصطفیٰ ہے منقبت خوانِ نشاط

کونین کی ہر شے پہ جو چھایا ہے بہ تفصیل
سرکار کی رحمت ہی کا سایہ ہے بہ تفصیل

اللہ نے کثرت سے کیا ذکرِ محمد
یہ اسمِ مبارک اُسے بھایا ہے بہ تفصیل

باعث ہیں جو تخلیقِ جہاں کے وہ بہ اجمال
لَولاکَ لَمَا ایک کنایہ ہے بہ تفصیل

دنیا میں ہر اک شخص نے جو کچھ بھی ہے پایا
آقا کی وساطت ہی سے پایا ہے بہ تفصیل

خالق کے ہیں محبوب تو کونین کے مالک
مخلوق تمام ان کی رعایا ہے بہ تفصیل

ممدوح خداوند نے پیرووں کو اپنے
دنیا کے علائق سے بچایا ہے بہ تفصیل

آقا نے ہمیں نفس کے عرفاں سے نوازا
اللہ سے بندوں کو ملایا ہے بہ تفصیل

تلخیص ہے توحید کی، تشریحِ رسالت
سرکار کی سیرت نے بتایا ہے بہ تفصیل

شب، مسجدِ اقصا کا سفر، عرشِ معلّٰی
محبوب کو خالق نے ملایا ہے بہ تفصیل

یہ ذکرِ حسیں سنّتِ خلّاقِ جہاں ہے
قرآن میں ذکر آپ کا آیا ہے بہ تفصیل

محمود نے سرکار کے گل ہائے کرم کو
احساس کے گلداں میں سجایا ہے بہ تفصیل

نعت ہے بے دینی و الحاد کے سم کا علاج
یہ دوا ہے ذہن کے امراضِ پیہم کا علاج

صرف دامانِ کرم ہے دیدۂ نم کا علاج
آپ کی چشمِ تلطّف ہے مرے غم کا علاج

آپ کی مدحت میں ہے خوشنودیٔ ربّ العُلیٰ
آپ کی سنّت میں ہے دردِ دوعالم کا علاج

آپ کے دَم سے مسیحائی کا ہے قائم بھرم
اِک نفس سے ہوگیا اُلٹے ہوئے دَم کا علاج

آپ کے ابرِ کرم سے حدّتیں زائل ہوئیں
آپ کا خورشیدِ رحمت چشمِ پُرنم کا علاج

نامِ اقدس دل کی گہرائی سے لے کر دیکھیے
ہر مصیبت کا مداوا ہے یہ ہر غم کا علاج

آؤ بیمارو کہ طیبہ کے شفاخانے چلیں
بس وہیں ہے گیسوئے تقدیر کے خم کا علاج

خادمانِ مصطفےٰ کی ایک ٹھوکر سے ہُوا
قیصر و فغفور کا، کیخسرو و جم کا علاج

عشقِ محبوبِ خدا ہے رُوحِ انساں کا طبیب
حسنِ اخلاقِ نبی ہے قلبِ آدم کا علاج

کچھ اُخوت ہم مسلمانوں میں اب باقی نہیں
کیجیے سرکار اس تفریقِ باہم کا علاج

راحتوں کی بات ہے محمود طیبہ کا خیال
کاوشِ دیدِ مدینہ کاہشِ غم کا علاج

یارب! درِ نبی پہ رسائی ہو کس طرح
رنج و غم و الم سے رہائی ہو کس طرح

عکسِ جمالِ سرورِ کونین کے بغیر
روح و دل و نظر کی صفائی ہو کس طرح

محبوبِ کبریا کا درِ پاک چھوڑ کر
اللہ تک کسی کی رسائی ہو کس طرح

قرآں میں جن کی شان بیاں خود خدا کرے
بندے سے ان کی مدح سرائی ہو کس طرح

صبح و مسا جو نام محمد لیا کرے
دلگیر و غمزدہ وہ فدائی ہو کس طرح

جب تک دکھائے راہ نہ سیرت حضور کی
بھٹکے ہوؤں کی راہنمائی ہو کس طرح

جب تک پرت پرت میں نہ عشقِ رسول ہو
دل کی تہوں سے ختم بُرائی ہو کس طرح

محمود میں ہوں بندۂ محبوبِ کبریا
غیروں کے در پہ ناصیہ سائی ہو کس طرح

ہم کھولتے ہیں راز کہ کس سے ہے کیا مُراد
نعتِ رسُول سے ہے ثنائے خدا مُراد

مدّاحیٔ نبی کو کیا جس نے اختیار
وُہ شخص کامگار ہے، وُہ شخص با مُراد

اللہ کے کرم کی ہے تعمیم جس جگہ
اے دوستو! ہے اس سے عرب کی فضا مُراد

منزل نہیں ہے جس کی مدینے کی سرزمیں
لاریب راہرو وُہ ہے ناکام و نا مُراد

ہر چیز اس کے زیرِ قدم ہے جہان کی
مانگے گا کیا حضور کا مدحت سرا مُراد

ظاہر ہُوا ہے آیۂ مَایَنطِقُ سے راز
ہے گفتۂ رسُول سے وحیٔ خدا مُراد

محمود اپنا دین ہے الفت حضور کی
آقا سے ہے وسیلۂ قربِ خُدا مُراد

دی دعائیں مرے آقا نے، جو کھائے پتّھر
پھول بخشے انھیں، جن لوگوں سے پائے پتّھر

حکم مختارِ دو عالم پہ ہوئے ہیں گویا،
بند مٹھی میں بھی کفّار جو لائے پتّھر

جادۂ عشقِ پیمبر پہ رواں ہے مسلم
کفر رستے میں جو چاہے تو بچھائے پتّھر

ہو گیا نقشِ قدم ثبت اُحد پر ان کا
موم تھے، زیرِ قدم اُن کے جو آئے پتّھر

نصب آقا نے جو فرمایا خدا کے گھر میں
اہلِ اسلام کو کیونکر نہ وہ بھائے پتّھر

معجزے دیکھ کے سرکار کے، مبہوت ہوئے
اہلِ باطل جو تھے، سارے نظر آئے پتّھر

پھر بھی اعدا کے لیے، لب سے دُعا ہی نکلی
میرے سرکار نے طائف میں جو کھائے پتھر

توڑنے کے لیے آئے تھے خدا کے محبوب
اہلِ دنیا نے جو معبود بنائے پتھر

(ق)

ان کے اصحاب نے اپنایا مشقت کو اگر
بادشہِ دوجہاں نے بھی اٹھائے پتھر

پیٹ پر بھوک سے پتھر تھا بندھا سب کے مگر
دو شہِ دیں کے شکم پر نظر آئے پتھر

پڑھ کے قرآں میں محمودِ نبی کی مدحت
جسم ساکت ہیں تحیر میں تو سائے پتھر

آشوبِ تیرگی کا تسلط جہاں رہا
صد شکر، واں پہ نورِ خدا مہرباں ہُوا

باغِ حیات گلشنِ نا آفریدہ تھا
آمد سے ان کی ہر گلِ تر مُسکرا اٹھا

میلادِ پاک ان کا نہ کیونکر منائیں ہم
مدّاح بھی ہے جن کا تو ممدوح بھی خُدا

کھلتا ہے مَارَمَیتَ کے اسلوبِ خاص سے
محبُوب سے خدائے جہاں کا معاملہ

منزل ملی مسافرِ شب ہائے تار کو
یعنی جمالِ صبحِ ازل کا نزول تھا

آیا کوئی بنامِ خداوندِ ذوالجلال
رسم و رواجِ دھر کی زنجیر توڑتا

زندانِ حرص و آز میں محبوس تھی حیات
آقا حضور آئے تو اس کو کیا رہا

یلغار معصیت کی کڑی دُھوپ کی جو تھی
زور اس کا ابرِ رحمتِ سرکار سے تھما

دُوری کی شاخ پر بھی اخوت کے پھول ہیں
ان کے طفیل اجنبی بھی آشنا لگا

خُوں کے سمندروں میں جو اترے ہوئے تھے لوگ
سرکار کے طفیل ہُوئے مہر آشنا

مظلوم سر اٹھا کے چلا آپ کے طفیل
عفریتِ ظلم و جور جو تھا، سرنگوں ہُوا

کالے ورق دِلوں کے جو تھے، صاف ہوگئے
اور ان پہ حسنِ خلقِ مجسم رقم ہُوا

دَم بھر میں ظلمتیں سبھی کافور ہوگئیں
فاران کے افق سے جو سُورج نکل پڑا

میلادِ پاک سرورِ کون و مکان سے
شیرازۂ حیات مجلد کیا گیا

ہر زشت، خُوب بن گیا رحمت سے آپکی
القصّہ زندگی کا ہر عنواں بدل گیا

دنیا سے کُفر و شرک کی سب کلفتیں مٹیں
محمودؔ جب ورُودِ رسُولِ خُدا ہُوا

ممدوح ہم سے عاصیوں ہی کے کہاں ہیں آپ
محبوبِ کبریا ہیں، شہِ مرسلاں ہیں آپ

نعتِ ازل کا مطلعِ اوّل حضور ہیں
نظمِ ابد کا مقطعِ رحمت نشاں ہیں آپ

ہستی کے باغ میں بھی مہک آپ ہی سے ہے
وجہِ بہارِ گلشنِ ہر این و آں ہیں آپ

نقشِ قدوم پاک کو پانا محال ہے
پہنچے نہ جبرئیلِ امیں بھی، جہاں ہیں آپ

پوشیدہ بات کیا ہے، نہاں راز کون سا
دانندۂ غیاب کے جب رازداں ہیں آپ

حق کا ہے آپ کو تو اسے آپ کا ہے علم
دونوں ہی ایک دُوسرے کے قدرداں ہیں آپ

رب ہے رحیم، آپ شفیع و کریم ہیں
ہم پر کرم خدا کا ہے اور مہرباں ہیں آپ

کوئی نہ تھا زمان و مکاں جب، تو آپ تھے
یوں ماورائے قیدِ زمان و مکاں ہیں آپ

دُنیا کی فکر کیا، غمِ عقبیٰ کا ذکر کیا
رحمت کناں یہاں ہیں تو شافع وہاں ہیں آپ

ہم پر بھی اب کرم کی نظر کیجئے حضور!
فضلِ خدا سے مونسِ بے چارگاں ہیں آپ

محمود کیوں کروں نہ مقدر پہ افتخار
میرا وقارِ نطق ہیں، حسنِ بیاں ہیں آپ

اِک نام ہے ضرور مگر کس کا نام ہے
میرے لبوں پہ شام و سحر کس کا نام ہے

ہے کون، وجہِ شقِ قمر جس کی ذات ہے
ظلمات میں پیامِ سحر کس کا نام ہے

والاصفات ذات ہے کس کی بنائے دہر
نخلِ دلِ جہاں کا ثمر کس کا نام ہے

کس کا ہے در کہ طُورِ محبت کہیں جسے
سب کے لیے قرارِ نظر کس کا نام ہے

یادِ خدا میں ذکرِ پیمبر شعار ہے
معلوم اب ہُوا ہے، ہُنر کس کا نام ہے

بوسے ملائکہ نے لیے ہیں جو بار ہا
میری زباں پہ آٹھ پہر کس کا نام ہے

برزخ میانِ بندہ و خلاق کون ہے
نورِ خدا و خیرِ بشر کس کا نام ہے

لب پر دُعا ہے اور توسّل نبی کا ہے
مجھ کو یہ علم ہے کہ اثر کس کا نام ہے

آئے حضور تو شبِ دیجور میں کھلا
کیا شے ضیا ہے، نورِ سحر کس کا نام ہے

مدّاحِ مصطفیٰ کو خبر ہی نہیں کوئی
دردِ حیات و دردِ جگر کس کا نام ہے

محمود گردِ راہِ مدینہ کی ہے طلب
میں جانتا ہوں، کحلِ بصر کس کا نام ہے

ذکرِ آقا میں مری بے اختیاری واہ وا
نام ہے سرکار کا ہونٹوں پہ جاری واہ وا

مالک و مختارِ موجُود و عدم ہوتے ہوئے
زندگی آقا نے عُسرت میں گزاری، واہ وا

یاد کے سُورج کی کرنیں دل کے آنگن میں پڑیں
یہ کرم، یہ لطف، حُسنِ زر نگاری واہ وا

پرتو اوصافِ ذاتِ کبریا اُن کا وجود
ان کی اُس سے، اس کی ان سے ہمکناری واہ وا

ساکنِ سدرہ رہ عرشِ بریں ہی میں رہا
لامکاں کو تھی رواں ان کی سواری واہ وا

جدّوجُہدِ زندگی کے واسطے منزل ہے یہ
اسوۂ آقا ہے وجہِ کامگاری، واہ وا

ہیبت و شوکت گدایانِ درِ دولت کی ہے
کپکپی شاہانِ عالم پر ہے طاری واہ وا

شعر جب صبح و مسا مدحِ پیمبر میں پڑھیں
قدسیوں تک میں نہ کیوں ہو گی ہماری واہ وا

خواب میں آقا نے اذنِ باریابی دے دیا
آگئی آخر کو مجھ عاصی کی باری، واہ وا

مرحبا، صلِ علیٰ اہلِ فلک کہنے لگے
نعت سننے پر زباں جب بھی پکاری "واہ وا"

کونپلیں احساس کی مُرجھا چلیں محمود جب
آئی ان کے ابرِ رحمت کی سواری واہ وا

حبذا یہ غم، یہ سیلِ اشکباری واہ وا
یادِ آقا دل میں ہے جاری و ساری واہ وا

نسبتِ نعلین سے ہے محترم خاکِ حجاز
ہے کلامِ پاک میں سوگندِ باری واہ وا

کاسۂ سر میں جسے مل جائے اُن کے در سے بھیک
مرحبا اُس کا مقدّر، وہ بھکاری واہ وا

روشنی بخشِ دلِ مُذنب ہے یادِ مصطفیٰ
جُوئبارِ نور کا دھارا ہے جاری واہ وا

مومنو، بھیجو درُودِ پاک کا ھدیہ انھیں
ہو گیا اللہ کا فرمان جاری واہ وا

ہو نہ پاداشِ جرائم ان کے فیضِ لطف سے
عرصۂ محشر میں وجہِ رُستگاری واہ وا

جاننا چاہو مقامِ سرورِ عالم اگر!
ترمذی ، مشکوٰۃ ، مسلم اور بخاری واہ وا

حضرتِ بوبکرؓ و فاروقؓ و غنیؓ و مرتضیٰؓ
مصطفیٰ صلِ علیٰ کی چار یاری واہ وا

حفظِ ناموسِ نبی پر کتنے ذوق وشوق سے
غازی علم الدینؒ نے جان اپنی واری واہ وا

دلنواز و دلپذیر و دلنشین و دلرُبا !
ہوگئی محمود سے کیا نعت پیاری واہ وا

راسخ ہوں دل میں گر شہِ بطحا کی عظمتیں
زیرِ قدم ہوں قیصر و کسریٰ کی عظمتیں

ہم کیا ، ہمارا علم ہے کیا ، کیا بساط ہے
اللہ کی نظر میں ہیں آقا کی عظمتیں

جس پہ مدام ذکرِ حبیبِ خدا رہے
کیا پوچھتے ہو اس لبِ گویا کی عظمتیں

آنکھیں بھی مُستنیر اگر ہوں تو بات ہے
رَچ بس گئی ہیں دِل میں تو طیبہ کی عظمتیں

محبوبِ کبریا کی زیارت ہو گر نصیب
کیسے بیاں ہوں عالمِ رویا کی عظمتیں

اوجِ قدومِ سرورِ دیں کا کہاں جواب
اپنی جگہ ہیں گو یدِ بیضا کی عظمتیں

محمود گر رسائی ہوئی ارضِ پاک تک
دیکھیں گے لوگ ذوقِ تماشا کی عظمتیں

گواہی ہے اَسْرا کی موجود تنہا
نہ شاہد اکیلا، نہ مشہود تنہا

میسّر ہے صبح و مسا یادِ آقا
کرم زا ہے یہ فکرِ مسعود تنہا

مرے واسطے بھی نبی مضطرب تھے
نہیں میری آنکھیں نم آلود تنہا

تڑپ بھی حضوری کی ہے مثلِ آتش
نہیں قلب میں ہجر کا دُود تنہا

طلب سے سوا ہے عطائے پیمبر
نہیں ملتا یاں دُرِّ مقصود تنہا

زیاں پر بھی راضی ہوں راہِ نبی میں
نہیں ہے فقط خواہشِ سُود تنہا

خُدا اُن کی تعریف خُود کر رہا ہے
نہیں نعت کہنے میں محمود تنہا

ممکن ہی نہیں، ظلمتِ غم کا ہو ستم عام
سرکارِ دو عالم کا جو ہے نورِ کرم عام

ہر چیز ہے آقا کے غلاموں کی نظر میں
کیا اس کی ضرورت ہے کہ ہو کاسۂ جم عام

ہر دل میں سویدا ہے کہ ہر شخص ہے شیدا
کس درجہ زمانے میں ہیں وُہ نقشِ قدم عام

تعمیم ہے، سرکار کے دَر پر نہیں تخصیص
ہے لُطف و عطا، فیض و سخا، جود و کرم عام

جب اُن کا کرم خاص نہیں رنگ و نسب پر
ممکن ہی نہیں، دَھر پہ ہو بارِ الم عام

کیونکر نہ ملے ہم کو عروج اس کے سبب سے
جب ذکر کریں نوشۂ معراج کا ہم عام

جاؤں گا جاں کو نہ مدینے سے کبھی میں
ہر ذرّہ طیبہ پہ ہے اطلاقِ ارم عام

محشر میں بھی ہو در گزرِ عام کا مژدہ
اے فاتحِ ارواح و قلوب! عفو و کرم عام

جب سرورِ عالم ہیں جہاں پر متصرف
کب عام نہیں لُطف، کہاں درد و الم عام

سوچو تو سہی، اس سے وُہ ناراض نہ ہوں گے
سرکار کی اُمّت میں جو جھگڑے ہیں بہم عام

دِل میرا غمِ ہجرِ مدینہ میں مگن ہے
اللہ کرے، سب پہ ہو یہ لذّتِ غم عام

محمود کہ ہے بندۂ خاص اپنے نبی کا
ذکرِ شہِ ابرار ہی کرتا ہے رقم عام

ممدوحِ انس و جاں ہے کہاں آپ کے سوا
خالق کا مدح خواں ہے کہاں آپ کے سوا

جو نورِ اوّلیں ہے، جو ہے آخریں پیام
وہ سرِّ کن فکاں ہے کہاں آپ کے سوا

وہ، جس کے لامکاں کے مناظر ہوں منتظر
اسریٰ کا میہماں ہے کہاں آپ کے سوا

جس سے ہے اب بھی روحِ دو عالم اثر پذیر
کشّافِ رازِ جاں ہے کہاں آپ کے سوا

رب کی عطا سے آپ رؤف و رحیم ہیں
توقیرِ بے کساں ہے کہاں آپ کے سوا

اقصیٰ میں جو امام ہو، خاتم جہان میں
سرخیلِ مرسلاں ہے کہاں آپ کے سوا

آمد سے جس کی، دُور ہوئے سارے جُھٹ پُٹے
وہ نورِ دوجہاں ہے کہاں آپ کے سوا

جس سے ریاضِ حُسنِ عقیدت ہے عطر بیز
محبوبِ اِنس وجاں ہے کہاں آپ کے سوا

جس کے کرم سے منزلِ ہستی ہے دو قدم
وہ میرِ کارواں ہے کہاں آپ کے سوا

عفریتِ ظلم وجور ہے ہر سمت پر فشاں
ایسے میں مہرباں ہے کہاں آپ کے سوا

اصلِ مُراد سب کی ہے جس در پہ حاضری
وہ آستانِ جاں ہے کہاں آپ کے سوا

ہے زندگی کا تارِ نفس جس سے نغمہ زن
انساں کا پاسباں ہے کہاں آپ کے سوا

دانندۂ غیاب وعیاں اور کون ہے
خالق کا رازداں ہے کہاں آپ کے سوا

آمادۂ جفا ہے فلک، عہد پُرفتن
کونین میں اماں ہے کہاں آپ کے سوا

محمودؔ روحِ دین ہے سرکار کا وجود
اور اپنی جانِ جاں ہے کہاں آپ کے سوا

نگاہِ رحمتِ خیر البشر میں ہوتے ہیں
جو سُوئے شہرِ مدینہ سفر میں ہوتے ہیں

درِ نبی کی طلب، آرزو حضوری کی
عظیم جشن دلِ مختصر میں ہوتے ہیں

گہر جو چشمِ ارادت میں اپنی رکھتا ہوں
نظارے ارضِ نبی کے نظر میں ہوتے ہیں

نگاہ و دل میں شب و روز ہے عطائے نبی
حضور صبح و مسا میرے گھر میں ہوتے ہیں

نہیں ہے لعل و گہر کی کچھ احتیاج مجھے
کہ اشکِ ہجرِ نبی چشمِ تر میں ہوتے ہیں

ہے جن کی شامِ الم ان کے ذکر سے روشن
کب انتظارِ طلوعِ سحر میں ہوتے ہیں

مِری نگاہِ عقیدت نثار ہو اُن پر
جو لوگ سایۂ دیوار و در میں ہوتے ہیں

ہمارے ہاتھ میں ہے دامنِ رسُولِ کریم
کہیں ہمارے سفینے بھنور میں ہوتے ہیں

انھیں میں یادِ نبی پر نثار کرتا ہوں
جو ولولے دلِ حسرت اثر میں ہوتے ہیں

رہِ حیات میں سرکار دستگیری ہو
کہ راہزن بہت اس رہگزر میں ہوتے ہیں

ذرا نگاہِ عقیدت سے دیکھیے محمود
کہ جتنے نقشے ہیں، ظرفِ نظر میں ہوتے ہیں

زباں پہ ذکر ہے، حکمِ نبی کا پاس نہیں
گُلِ عقیدت والفت ہیں، ان میں باس نہیں

امیدِ دیدِ مدینہ مِری نگاہ میں ہے
یہ اور بات، زمانہ نظر شناس نہیں

بغیر ان کے توسط کے جو مِلے مجھ کو
قسم خدا کی، مجھے وُہ خوشی بھی راس نہیں

ہُوا حضور سے واضح تصورِ وحدت
ہمارے دین کی اس کے سِوا اساس نہیں

نہیں مسرتِ عرفانِ کبریا اس کو
وُہ جس کو وضعِ غمِ مصطفٰے کا پاس نہیں

جو شخص پہنچا ہے قرب و جوارِ طیبہ تک
وُہ جس کو کہتے ہیں غم، اس کے آس پاس نہیں

مَیں نعت ان کی کہوں، جن کے دَم سے زندہ ہوں
یہ اور کیا ہے، اگر ھدیۂ سپاس نہیں

بنامِ عشقِ پیمبر یہ حال ہے محمود
الم نہیں ہے، شدائد نہیں ہیں، یاس نہیں

رہے ثنائے نبی سے کبھی نہ لب فارغ
ہُوا ہوں ذکرِ حبیبِ خدا سے کب فارغ

مَیں ان کے ذکر میں شام وسحر رہوں مشغول
نہ صبح اس سے ہو فارغ مِری، نہ شب فارغ

مجھے ہے پیاس کا احساس، ساقیٔ کوثر!
عطش کے دھیان سے، کیسے ہو تشنہ لب فارغ

کبھی تو ہجر کے دِن وصل میں بھی بدلیں گے
نہیں امیدِ سحر سے حدیثِ شب فارغ

درِ نبی پہ سراپا نیاز ہوں مَیں بھی
ہُوا کبھی نہ مِرا کاسۂ طلب فارغ

سحر امید کی پھوٹی ہے ان کی رحمت سے
ہُوئی ہے محبسِ دل سے جو آہِ شب فارغ

دمِ اخیر ہو تارِ نفس پہ ذکرِ حبیب
سرور وکیف میں ہو ارتعاشِ لب فارغ

خُدا کے لطف وکرم سے سدا رہا محروم
رہا نبی کی ثنا سے جو بے ادب فارغ

نگاہ و دِل میں وُہ خاکِ دیار ہے کہ نہیں
ہر ایک ذرّہ طَیبہ سے پیار ہے کہ نہیں

خدا کا نام ہے دِل میں، نبی کا ہونٹوں پر
یہ بات باعثِ صد افتخار ہے کہ نہیں

رسا ہے اپنا مقدّر کہ نارسا، دیکھو
سگانِ کُوئے نبی میں شمار ہے کہ نہیں

جنھیں ملی ہو سعادت، انھیں ذرا پوچھو
مدینہ دہر میں دارُالقرار ہے کہ نہیں

بس ایک شامِ تمنّا نبی کے روضے پر
ہجومِ شوق کا یہ اختصار ہے کہ نہیں

جو یادِ سرورِ عالم میں آنکھ سے ٹپکے
وُہ ایک اشک دُرِ شاہوار ہے کہ نہیں

خدا سے ان کے توسّل سے مانگنے والا
ہر ایک مرحلے میں کامگار ہے کہ نہیں

رہے جو صبح و مسا ان کی یاد سے غافل
خرابِ گردشِ لیل و نہار ہے کہ نہیں

سکونِ قلب کی دولت جسے میسّر ہے
درِ حضور پہ سجدہ گزار ہے کہ نہیں

رہائی پا گیا محمودِ معصیت پیشہ
یہ لطفِ شافعِ روزِ شمار ہے کہ نہیں

ہے صَرفِ نعت گوئی لمحہ لمحہ یا رسُولَ اللہ
مجھے یہ آپ نے اعزاز بخشا یا رسُولَ اللہ

شفیع المذنبینی ، رحمت للعالمینی ہے
فقط سرکارِ والا ہی کو زیبا یا رسُول اللہ

ہوائے رنج و غم ، درد و الم سے نیم جاں ہُوں مَیں
نسیمِ لُطف کا بس ایک جھونکا ! یا رسُول اللہ

اگر آج اپنی اُمّت پر نہ الطاف آپ کے ہوں گے
بکھر جائیں گے اس کے سارے اجزا یا رسُول اللہ

شبِ دیجور ہے ادبار مِلّت کے حوالے سے
کرم فرمائیے ، اُبھرے سویرا یا رسُول اللہ

ہمارے واسطے ہے ذکر ان کا باعثِ رحمت
جنھوں نے آپ کو آنکھوں سے دیکھا یا رسُول اللہ

سحابِ رحمتِ یزداں کہاں برسے گا اُس گھر پر
کہ آنگن جس کا ہے الفت سے سُونا یا رسُول اللہ

فقط سرکار کے دَم سے تشخّص سب کا قائم ہے
وُہ ہو امروز یا دیروز و فردا یا رسُول اللہ

جہاں کا التفاتِ قہرسامانی ہُوا مجھ پر
کرم محمود پر، اے میرے شاہا! یا رسُول اللہ

جب نعت سے تطہیرِ خیالات ہُوئی تھی
پھر جا کے کہیں حمد و مناجات ہُوئی تھی

کل ان سے تخیّل میں ملاقات ہوئی تھی
کیا بات ہُوئی ؟ یاد نہیں ، بات ہُوئی تھی

وہ حُسنِ نبوّت ہے ضیا ریز ابھی تک
جس حُسن سے انوار کی برسات ہُوئی تھی

محبوب و محب دونوں میں کیا فاصلہ ہوتا
قوسین میں جب ان کی ملاقات ہُوئی تھی

سرکار کی آمد تو ضروری تھی جہاں میں
ابتر جو یہاں صورتِ حالات ہوئی تھی

عرفانِ نبی اصل میں عرفانِ خدا ہے
انسان کو یوں معرفتِ ذات ہُوئی تھی

کل اوج پہ تھا میرا مقدر کہ زیارت
آقا کی سرِ بزمِ خیالات ہوئی تھی

محمودؔ وُہ تھی طلعتِ خورشیدِ رسالت
جب ختم ضلالت کی سیہ رات ہُوئی تھی

مزاجِ زندگی مجھ پہ ہُوا برہم تو کیا پردا
حبیبِ کبریا ہیں جب مرے ہمدم تو کیا پردا

مری کشتی کو کیا ڈر ۔ جب نبی ہیں ناخدا اس کے
اگر گھیرے ہوئے ہے مجھ کو بحرِ غم تو کیا پردا

مرے دل میں جمالِ مصطفیٰ کے پھُول کھِلتے ہیں
خزاں دیدہ ہُوا ہے گلشنِ عالم تو کیا پردا

جسد ملّت کا زخمی ہے خود اپنے ظلم کے ہاتھوں
رسولِ پاک کی رحمت رکھے مرہم تو کیا پردا

کرن خورشیدِ رحمت کی پڑیگی جب کھِل اُٹھے گا
جو ہے رُخسارِ گل پر قطرۂ شبنم تو کیا پردا

سہارا جو رسول اللہ کی رحمت کا حاصل ہے
نہیں دنیا میں کوئی مونس و ہمدم تو کیا پردا

تمھاری رحمتوں کی یاد سے جب آشنا ٹھہرا
ہے دل لذاتِ دنیا سے جو نامحرم تو کیا پروا
کڑی دُھوپ اپنے سر پہ ہے تو ہو جورِ زمانہ کی
نبی کے دیں کا ہے پرتو فگن پرچم تو کیا پروا
یک و تنہا کھڑا ہوں، وہ شجر ہوں دشتِ غربت میں
مدینے کی ہوا رکھتی ہے تازہ دم تو کیا پروا
خدا، میزان، محشر، عدل، ڈر، محمودؔ بے چارہ
مگر ہوں گے جو شافع رحمتِ عالم تو کیا پروا

دِیے عشقِ رسُول اللہ کے پلکوں پہ جلتے ہیں
پھر ایسے میں مِرے جذباتِ دل شعروں میں ڈھلتے ہیں
حوادث مُنہ چھپاتے ہیں، مصائب رُخ بدلتے ہیں
نبی کا نام جب لیتا ہوں مَیں، طوفان ٹلتے ہیں
سرِ محشر جونہی سرکار کی عظمت کو دیکھوں گا
ذرا تم دیکھنا، کیسے مِرے ارماں مچلتے ہیں
طلوعِ مہرِ طیبہ منبعِ احساس کا احیاء
نکلتا ہے جو سُورج، برف کے تودے پگھلتے ہیں
دو عالم کا ہر اِک ذرہ نہ کیوں ہو مستفید ان سے
رسُول اللہ کے فیضان کے چشمے اُبلتے ہیں
مدینے تک رسائی ایسے خوش بختوں کی قسمت ہے
رہِ عشق و وفا میں سر کے بل جو لوگ چلتے ہیں

مرے آقا کی باتوں سے کلامِ حق ہویدا ہے
مرے مولا کی نظروں سے حوادث رُخ بدلتے ہیں
غمِ ہجرِ مدینہ کی تمازت کا کرشمہ ہے
مجھے سرمائے کے سائے بہر عنوان کھلتے ہیں
ہمیں اپنے تشخص کا نہیں احساس اے آقا!
کہ ہم اغیار کے اُگلے ہُوئے لقمے نگلتے ہیں
نگاہیں کیوں نہ پھر محمود کی دستِ عطا پر ہوں
دو عالم فخرِ موجودات کے ٹکڑوں پہ پلتے ہیں

سب پر نبی کا لطف ہے بے حد بہ فیضِ عشق
بے امتیازِ ابیض واسود ، بہ فیضِ عشق
دُنیا مری یہی ہے ، یہی میری آخرت
میرا شعار مدحتِ احمد بہ فیضِ عشق
گر شوقِ سجدہ ریزی طیبہ یہی رہا
پائیں گے ہم بھی گوہرِ مقصد بہ فیضِ عشق
بھاری عدو ہیں سب پہ پیمبر کی نعت کے
فردِ عمل میں ایسی بھی ہے مد بہ فیضِ عشق
آمد نبی کی ہم پہ ہے احسانِ کبریا
ہے مکرمت کی جا ہمیں مولد بہ فیضِ عشق
اولاد کے دِلوں میں بھی ہے الفتِ رسُول
قرباں ہیں اُن پہ میرے اَب و جَد بہ فیضِ عشق

سویا ہُوا ہو جس میں ثنا خوانِ مصطفٰے
پُر نور کیوں نہ ہوگا وُہ مرقد بہ فیضِ عِشق

دونوں جہاں میں جلوہ گری مصطفٰے کی ہے
دِل ہے ہمارا شاہد و اشہد بہ فیضِ عِشق

مَیں ہوں وطن میں اور یہ طَیبہ میں سجدہ ریز
آزاد ہے یہ روحِ مقیّد بہ فیضِ عِشق

الفت نبی کی کِس کو ملی ہے ، کِسے نہیں
اسلام و کفر کی ہے یہ سرحد بہ فیضِ عِشق

محمود ضوفگن ہے مقدّر پہ آج کل
فضلِ خُدا و لطفِ محمّد بہ فیضِ عِشق

اکرامِ نبی ، الطافِ خدا ، سبحان اللہ ماشاء اللہ
لب پر ہے نبی کی نعت سدا سبحان اللہ ماشاء اللہ

افلاک ہوں یا ہو فرشِ زمیں ، سرکار کے ہیں سب زیرِ نگیں
ہے زیرِ قدم عرشِ اعلیٰ سبحان اللہ ماشاء اللہ

چاہو تو ازل کے بیمارو ، طیبہ کے حسیں ذرّے چن لو
ہے خاکِ مقدس خاکِ شفا سبحان اللہ ماشاء اللہ

آقا کے توسّل کا صدقہ ، پُورا ہُوا جو کچھ چاہا تھا
اُٹھّے بھی نہیں تھے دستِ دُعا سبحان اللہ ماشاء اللہ

سرکار پہ ظاہر ہے ہر شے ، سرکار کا سکّہ چلتا ہے
از روزِ ازل تا روزِ جزا سبحان اللہ ماشاء اللہ

کشتِ دل دُنیا ویراں تھی ، لگتی تھیں زمیں بنجر ساری
بطحا سے اٹھی رحمت کی گھٹا سبحان اللہ ماشاء اللہ

دِل نے جو حدیثِ شوق کہی ، جب نعت ہوئی لب پر جاری
وارفتگیٔ ہاتف نے کہا ، سبحان اللہ ماشاء اللہ

احساس گناہوں کا لے کر ، حاضر ہے درِ پیغمبر پہ
محمود یہ تیری طبعِ رسا سبحان اللہ ماشاء اللہ

جلوہ فرما ہیں جو حسنِ معتبر کے رات دن
نعت میں گزریں گے ہم اہلِ نظر کے رات دن

ٹھہر گئے ہیں روز و شب کس کے لیے وقفِ تلاش
اور صرفِ جستجو ہیں کیوں قمر کے رات دن

جادۂ حق و صداقت پر نبی کے فیض سے
ہم چلے جاتے ہیں آنکھیں بند کر کے رات دن

امتیازِ نور و ظلمت ہی سے جو محروم ہے
زندگی کیا اور کیا اس بے بصر کے رات دن

پھر ضرورت ہے کہ ہو تقلیدِ ختم المرسلیں
پھر نئی تہذیب کے ہیں شور و شر کے رات دن

مصطفےٰ کی یاد میری زندگی کے ساتھ ہے
ذکرِ طیبہ میں ہیں میرے عمر بھر کے رات دن

جو گزرتے ہیں سشہرِ ارض و سما کی نعت میں
وہ ہیں اپنی وسعتِ قلب و نظر کے رات دن

خُلد بر کف ہر نفس ، ہر لمحہ جنّت در کنار
اے تعال اللہ ، طیبہ کے سفر کے رات دن

کج کلاہانِ جہاں محمود حیرت سے تکیں
نعت میں گزریں جو اربابِ نظر کے رات دن

درِ رسُول پر جو بھی گناہگار آیا
تر بوجھ اپنے گناہوں کا وہ اتار آیا

ضیائیں مہرِ محبت کی چار سُو پھیلیں
عرب میں عرشِ معلیٰ کا تاجدار آیا

حضور، آپ کی بعثت کا یہ کرشمہ ہے
ہمیں جو ہستیٔ خالق پہ اعتبار آیا

خزاں کی رُت میں کیا یاد آپ کو جس نے
اسے پیامِ دلآویزیٔ بہار آیا

ہے کیا بساط ہماری، ہمارا عشق ہے کیا
ادائے حُسن پہ خود حُسن گر کو پیار آیا

لیا ہے جب بھی ہجومِ الم میں نامِ حضورؐ
"بڑا سکون ملا ہے ، بہت قرار آیا"

ترشح مجھ پہ یقیناً ہوا ہے رحمت کا
مَیں بارگاہِ نبی میں جو اشکبار آیا

زمیں میں گڑ گئی فرطِ حیا سے غیرتِ عشق
جو زیرِ پا مرے دشتِ عرب میں خار آیا

ہوئی نظر کی رسائی جہانِ معنیٰ تک
درِ حبیب کا آنکھوں میں جب غبار آیا

نہیں ہیں دل کے پر و بال - پر مدینے کو
ہزار بار گیا ہے ، ہزار بار آیا

اُنھی کے اسمِ گرامی سے ہے وجود اپنا
یہ ایک نام ہی وجہِ کشودِ کار آیا

جو دیدِ طیبہ سے قسمت بدلنے والا ہے
کہاں بہشتِ بریں سے بہلنے والا ہے

اصُول یہ ہے کہ راہِ نبی کو دیکھے گا ،
رہِ صواب پر جو شخص چلنے والا ہے

نہ کیوں نگاہ رہے ان کے دستِ شفقت پر
زمانہ آپ کے ٹکڑوں پہ پلنے والا ہے

بھنور میں کشتیٔ امید تھی زمانے سے
کرم سے اُن کے یہ طوفان ٹلنے والا ہے

جو آگ شوقِ زیارت کی دل میں روشن ہے
اسی سے چشمۂ رحمت اُبلنے والا ہے

دریچہ ہائے نظر صحنِ دل میں کھلتے ہیں
چراغ اُن کی محبت کا جلنے والا ہے

جو آج یادِ رسولِ امیں سے ہے غافل
وُہ شخص کل کفِ افسوس ملنے والا ہے

اصُول اس کے تغیّر پذیر ہوں کیسے؟
کہیں نظامِ پیمبر بدلنے والا ہے۔؟

مَیں نا اُمید نہیں دید کے حوالے سے
بروزِ حشر یہ ارماں نکلنے والا ہے

ضیائے یادِ پیمبر کا فیض ہے محمود
سرِ مژہ کوئی تارا مچلنے والا ہے

آب سحابِ رحمتِ حق جلوہ گر مِلے
یادِ رسُولِ پاک میں جو آنکھ تر مِلے

یا ربِّ ذوالجلال ! دُعا کو اثر مِلے
وقفِ شبِ فراقِ نبی ہُوں، سحر مِلے

ہر شے میں ہے محبّتِ سرکار جلوہ گر
مجھ کو شعورِ دید، مذاقِ نظر مِلے

آنکھیں لگی ہُوئی ہیں درِ مصطفٰے کی سمت
تقدیر کیوں نہ اپنی مجھے اوج پر مِلے

مِلتا رہا جو ان سے عرب کی زمین پر
اِک رات اس سے جاکے وُہ خود عرش پر مِلے

عشقِ نبی کی پاک ڈگر سے ہٹے ہُوئے
جتنے بھی لوگ مجھ کو مِلے، فتنہ گر مِلے
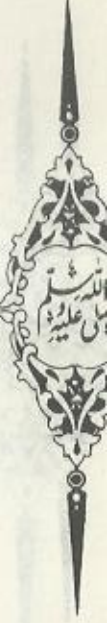
انعام جان کا جسدِ خاک کو ملا
اندھی ہے رُوح، اس کو بھی آقا نظر مِلے

جو شہرِ مصطفےٰ پہ ہُوا کرتی ہے طلوع
اے کاش، خواب ہی میں مجھے وُہ سحر مِلے

ہر وقت نعت کی مجھے توفیق دے خُدا
نخلِ تخیلات کا مجھ کو ثمر مِلے

منزل جو سامنے تھی مدیحِ رسُول کی
اس راہ میں خدا کے ولی ہم سفر مِلے

ہر چیز ہیچ اُس کے لیے ہے جہان کی
محمود جس کو الفتِ خیر البشر مِلے

ذکرِ حق کے بعد ذکرِ مصطفےٰ کرتے ہیں لوگ
اپنے کاموں کی کچھ ایسے ابتدا کرتے ہیں لوگ

اپنی ہر مشکل میں سرکارِ دو عالم کے سوا
کون سا دَر ہے، جہاں جا کر صدا کرتے ہیں لوگ

اشکِ مہجوری سے جو کرتے رہیں اکثر وضو
جا کے طیبہ میں نمازِ عشق ادا کرتے ہیں لوگ

ذکر پر اُن کے، دیا کرتے ہیں ہدیہ قلب کا
جان اپنی، نام پر اُن کے، فِدا کرتے ہیں لوگ

آئنہ ساں اُن پہ ظاہر ہے نظامِ کائنات
ذکرِ طیبہ سے جو دِل کو آئنہ کرتے ہیں لوگ

کھینتے ہیں بحرِ فنا میں کشتیٔ عمرِ رواں
نامِ پاکِ مصطفےٰ کو ناخدا کرتے ہیں لوگ

فکرِ یادِ سرورِ عالم میں رہتے ہیں مگن
ذکرِ خلّاقِ دو عالم یوں سدا کرتے ہیں لوگ

لامکاں تک تو تصور بھی پہنچ سکتا نہیں
جا کے طَیبہ ہی میں خالق کا پتا کرتے ہیں لوگ

جب نہ سرکارِ جہاں کا واسطہ ہو درمیاں
کیا عبادت، کیسی طاعت ہے، ریا کرتے ہیں لوگ

نام لیتے ہیں جونہی دِل سے رسولِ پاک کا
بندِ رنج وغم سے اپنے کو رِہا کرتے ہیں لوگ

بات تو جب ہے کہ ارشادات پر بھی ہو عمل
گرچہ الفت کا بہت کچھ ادّعا کرتے ہیں لوگ

چاہتے ہیں وُہ کہ ان کی عاقبت محمود ہو
اس لیے مدحِ شہِ ارض وسما کرتے ہیں لوگ

جس کا دِل عشقِ پیمبر کا مقر بھی ہوگا
وہی اللہ کا منظورِ نظر بھی ہوگا

تذکرہ شاہِ مدینہ کا جو ہوگا لب پر
ذکرِ خالق ہی بعنوانِ دگر بھی ہوگا

ایک دِن آئے گی دیدارِ مدینہ کی نوید
جذبۂ عشقِ نبی میرِ سفر بھی ہوگا

مَنْ رَاٰنِیْ میں جھلک اٹھے گی رویت حق کی
عکسِ آئینہ میں وُہ آئینہ گر بھی ہوگا

ختم ہو جائے گی تاریکیٔ ہجرِ طیبہ
چاکِ آخر کو گریبانِ سحر بھی ہوگا

دیکھ کر گنبدِ خضرا کو جھکے گا سر بھی
یوں اثر دِل پہ بتائیدِ نظر بھی ہوگا

کاسۂ چشم میں ہو دید کی دولت وافر
دستِ محمود میں یوں دامنِ زر بھی ہوگا

ہُوئے رخصت جہاں سے کینہ و کد یا رسُولَ اللہ
یہی تھا آپ کی بعثت کا مقصد یا رسول اللہ

ثنا خوانی کی ہے یہ آخری حد یا رسُول اللہ
وظیفہ ہو گیا ہے "یا مُحمّد" "یا رسُولَ اللہ"

نگاہِ لطف و رحمت آپ کی سب پر برابر ہے
برابر ہیں نظر میں نیک اور بد۔ یا رسُول اللہ

قدومِ پاک کے فیضِ کرم ہی سے یہ کنکر بھی
گہر ہیں، لعل ہیں یا ہیں زبرجد یا رسُول اللہ

پریشاں ہے کتابِ ملّتِ بیضا کا شیرازہ
خدارا کیجئے اس کو مجلّد یا رسُول اللہ

نہیں جو متّقی، وُہ آپ کے دیں میں نہیں کچھ بھی
کوئی اَبْیَضْ ہو یا ہو کوئی اَسْوَدْ یا رسُول اللہ

مروّت کا لیا ہے آپ سے درس اہلِ دنیا نے
سکھائی خُلق کی خلقت کو ابجد یا رسُول اللہ

رہائی محبسِ عصیاں سے مجھ کو آپ دِلوائیں
کہ مَیں ہوں ایک مدّت سے مقیّد یا رسُول اللہ

یہی اک آرزو بے تاب ہے محمود کے دِل میں
کہ دیکھے آپ کا وُہ سبز گنبد یا رسُول اللہ

نازشِ بزمِ دَنَا صُورت رسُولُ اللہ کی
اے تعالَی اللہ، یہ رفعت رسُولُ اللہ کی

شان تو دیکھو ذرا حضرت رسُول اللہ کی
ہے کلامُ اللہ میں مدحت رسُول اللہ کی

طاقِ دل پر یادِ طیبہ کے دیئے روشن ہوئے
غور سے دیکھا تو تھی طلعت رسُول اللہ کی

ارتعاشِ برقِ اُلفت کیوں نہ ہو اعصاب میں
خلوتِ دل میں جو ہو جلوت رسُول اللہ کی

قلعۂ تشکیک ثابت ریت کی دیوار ہو
جب نظر آئے تجھے قدرت رسُول اللہ کی

لطفِ سرکارِ دو عالم ہے خدا کی معرفت
اور احسانِ خدا بعثت رسُول اللہ کی

ماہ و انجم روزنِ شب سے اسے جھانکا کریں
خواب میں جو دیکھ لے صورت رسُول اللہ کی

بیشتر اشیائے عالم پر تصرّف ہو نصیب
ہو کرم فرما اگر رحمت رسُول اللہ کی

خالقِ ہر دو جہاں کی دید ہی سمجھوں گا میں
ہو اگر حاصل مجھے رویت رسُول اللہ کی

قاسم اس کے آپ ہیں، معطی ہے خلاقِ جہاں
کھا رہے ہیں ہم سبھی نعمت رسُول اللہ کی

آبلہ پایانِ الفت کو ہُوئی منزل نصیب
تھا کرم اللہ کا، نصرت رسُول اللہ کی

رہنما محمود روزِ حشر تک انسان کو
یا کلامِ حق ہے یا سُنّت رسُول اللہ کی.

سردارِ دو سرا ہیں، شہِ انبیا ہیں آپ
بعد از خدا بزرگ، حبیبِ خدا ہیں آپ

تکوینِ کائنات کا باعث حضور ہیں،
اس سے زیادہ اور کہوں کیا کہ کیا ہیں آپ

ذکرِ خدائے پاک کا یارا کہاں ہمیں
اپنی زبان و خامہ پہ، روحی فدا، ہیں آپ

وجہِ نجات آپ ہیں، جاؤکَ ہے گواہ
سرتا پا شرحِ آیۂ بدرُالدُّجیٰ ہیں آپ

عرفانِ ذاتِ حق ہے اسی اک سبیل سے
اللہ تک رسائی کا بس واسطہ ہیں آپ

در آپ کا جو چھوڑے، وہ پائے کہاں اماں
سرکار! صرف مرجعِ شاہ و گدا ہیں آپ

غائب نہیں ہوئے ہیں زمیں سے مرے حضور
اسریٰ کی رات گو سرِ عرشِ عُلیٰ ہیں آپ

حائل رہِ ارم میں ہیں ناکردہ کاریاں
سرکار! ہو نگاہِ کرم، آسرا ہیں آپ

کھولے ہیں مادّیت نے اسرارِ حق تمام
کہتا ہے کون، کہ خدا سے جدا ہیں آپ

دنیا سمٹ رہی ہے تلذّذ کی . میں
پر حق کی لذتوں کے رموز آشنا ہیں آپ

محمودؔ ہے اگرچہ دگرگوں ؟ ساں کا نظم
پھر بھی ہم عاصیوں کے لیے حوصلہ ہیں آپ

نکلنا یادِ طیبہ میں کچھ آنسو
سکونِ قلب کا ہے ایک پہلو

نچھاور ہوں گی جنّت کی فضائیں
جو آئی گلشنِ طَیبہ کی خوشبو

دکھاتے ہیں رہِ لُطفِ پیمبر
شبِ تاریک میں یادوں کے جگنو

نشانِ پا پہ خم ہفت آسماں ہیں
گُلِ جنّت میں ہے خوشبوئے گیسو

کرم ان کا محیطِ ہر دو عالم
ضیائیں ان کی رحمت کی ہیں ہرسو

بسا لے دِل میں نقشِ شہرِ طیبہ .
اگر چاہے سکونِ قلب و جاں تُو

مِلا ہے جب سے طیبہ کا مسافر
نہیں ہے مجھ کو اپنے دِل پہ قابو
زمانہ یاد خود اُس کو کرے گا
جو یادِ مصطفٰے میں ہوگا یکسو
دِلوں میں ذکرِ طیبہ، یادِ خالق
لبوں پر یَا رَسُوْلَ اللہ، یَا ھُوْ
مدینہ حاصلِ زُہد و عبادت
سرِ خم ہے اِس طرف محرابِ ابرو
مدینے جاؤں گا محمود اُس دَم
بھرے گا چوکڑی جب دل کا آہو

اللہ کے رسُول ہیں خیرُ الوریٰ لقب
آقا حضور (صلِ علیٰ) کا ہے کیا لقب
اِک ایک ہے نیا سے نیا آپ کا لقب
جو دے چکا حبیب کو اپنے خدا لقب
سرکار سا جہاں میں نہ ہوگا، نہ ہے کوئی
احمد ہے اسم آپ کا اور مصطفٰے لقب
مُزَّمِّلُ، نَبِیُّ، رَؤُفٌ و رَحِیْمٌ کے
کیا کیا مِلے حضور کو معجز نما لقب
وَالشَّمْسْ ہے خطاب حبیبِ خدائے پاک
سرکارِ دوجہاں کا ہُوا وَالضُّحیٰ لقب
مقدور کیا ہمارا، ہماری بساط کیا
دیں شاہِ دوجہاں کو ما و شما لقب

سب سے زیادہ آپ کی تعریف کی گئی
آقا کا نام کب ہے جُدا، کب جُدا لقب

اللہ نے خطاب نہیں نام سے کیا
قرآں کی زباں پہ رہا ہے سدا لقب

کونین کی بھلائی جو سرکار ہی سے تھی
اللہ نے دیا انھیں ہر اِک بھلا لقب

جو نام لے گا آپ کا، بھیجے گا وُہ درُود
احمد اگر ہے نام تو صلِّ علیٰ لقب

محمود نام گو ہے مگر ہے یہ آرزو
سرکارِ دو جہاں کا ہو مدحت سرا لقب

دِل بن گیا مرا ارم آبادِ آنحضور
کیا چیز ہے خدا کی قسم! یادِ آنحضور

قرآں نے کھولا آیۂ مَا یَنطِقُ سے راز
اللہ کا کلام ہے ارشادِ آنحضور

احسانِ کبریا ہے یہ ہم اہلِ دین پر
کس طرح ہم منائیں نہ میلادِ آنحضور

اُمّی لقب ہیں عالمِ مَا کَانَ مَا یَکُونُ
پروردگار خود ہُوا استادِ آنحضور

اللہ کرتا جائے گا وُہ نافذ العمل
جس فیصلے پہ ہوتا گیا صادِ آنحضور

اس شخص کو ہے نارِ جہنم سے کیا خطر
محشر میں جس کو مل گئی امدادِ آنحضور

کفّار کے دِلوں میں اترتی چلی گئی
حِکمت سے پُر تھی دعوتِ ارشادِ آنحضور

جو ہے گدائے در، وُہ ہے دنیا کا بادشا
اونچا ہے بختِ بوذرؓ و مقدادؓ آنحضور

ذی رُوح سب مطیع ہیں محبوبِ پاک کے
جتنے ہیں انبیاء، وُہ ہیں منقادِ آنحضور

لب پر ہو ذکرِ الفتِ محبوبِ کبریا
دِل میں بسیں مکارم و امجادِ آنحضور

اُس کو خطرِ عذاب کا، دوزخ کا ڈر کہاں
محمود ہے جو بندۂ آزادِ آنحضور

نہ ہو کیوں مدح خواں شایانِ فردوس
نبی کی نعت ہے عنوانِ فردوس

انھی سے افتخارِ لا مکاں ہے
وہی ہیں باعثِ امکانِ فردوس

نہیں کانٹے بیابانِ عرب ہیں
کِھلے ہیں یہ گُل و ریحانِ فردوس

جو خارِ دشتِ طیبہ سے ہے واقف
اُسی کو ہے فقط عرفانِ فردوس

گلستانِ عرب کا ایک غنچہ
ہُوا ہے رشکِ صد بستانِ فردوس

ملا ہے اوج ان کی خاکِ پا سے
نہ کیوں اونچا ہے ایوانِ فردوس

وہ عامی جو نبی کے مدح خواں ہیں
وہی ہوں گے فقط خاصانِ فردوس
ہمیں سرکار کے دم سے ملے گی!
مری جانِ حزیں قربانِ فردوس
جھکا ہو جس کا سر آقا کے در پر
اُسی کے ہیں قدم شایانِ فردوس
وہ ہے محمود خاکِ پائے آقا
بنی ہے جو سرو سامانِ فردوس

ہے لوحِ قلب پر آقا کی چاہ کی تصویر
مرا عقیدہ رسالت پناہ کی توقیر
اُنھی کے دم سے ہُوا ہے مرا وجود، وجود
ہے اُن کے نور سے میری نگاہ کی تنویر
جو دوستو، ہے تمھیں عمرِ جاوداں درکار
ہے خاکِ شہرِ حبیبِ اللہ کی اکسیر
خدا کا مجھ پہ کرم ہے، نبی کی رحمت ہے
ہُوئی نہ مجھ سے کبھی جلبِ جاہ کی تقصیر
لکھی ہے نعتِ نبی لوحِ قلبِ رخشاں پر
نہیں ہے صرف یہ کلکِ گیاہ کی تحریر
نبی کا عشق دلوں سے نکل نہیں سکتا
عبث کسی کی ہے شام و پگاہ کی تقریر

سپرد کی مجھے خالق نے نعت کی خدمت
ہُوئی ہے آپ ہی اعزاز و جاہ کی تدبیر

کبھی خیال میں آیا جو گنبدِ خضرا
چمک اٹھی وہیں بختِ سیاہ کی تقدیر

فقط ارادۂ محبوب ، رجعتِ خورشید
فقط اشارۂ انگشت ماہ کی تسخیر

میں آہ، کیسے دیارِ حضور تک پہنچوں
پڑی ہے پاؤں میں حالِ تباہ کی زنجیر

ہے رہگزارِ مدینہ سے رہگزارِ بہشت
خدا نے کی ہے خود اس شاہراہ کی تعمیر

نہیں ہے سر کو ہوس تاج کی، بہ فیضِ نبی
نہیں، ہے دِل میں کسی کج کلاہ کی توقیر

کرم پھر آج ہے اُن کا کہ نعت کہتا ہوں
پھر آج دیکھیے محمود، آہ کی تاثیر

عشق احمد کی صداقت کا بھرم رہ جائے گا
نزع کی حالت میں جب آنکھوں میں دم رہ جائے گا

طالبِ حق مدح گوئے ساقیٔ کوثر ہُوا،
طالبِ دنیا شریکِ بزمِ جم رہ جائے گا

آپ کی چشمِ عنایت جب کرم فرمائے گی
حشر میں ہم عاصیوں کا بھی بھرم رہ جائے گا

میں نے جب سُلجھائی ہیں زلفیں عروسِ نعت کی
گیسُوئے تقدیر میں کس طرح خم رہ جائے گا

منزلِ مقصود ہونی چاہیے پیشِ نظر
راہِ طیبہ ہی میں بستانِ ارم رہ جائے گا

صورت کعبہ یہ دل ہوگا سیہ پوشِ فراق
اس میں گر ہجرِ مدینہ کا الم رہ جائے گا

ماسوا اللہ کے ، ہر شے فنا ہو جائے گی
صرف ذکرِ حضرتِ شاہِ امم رہ جائے گا
جب مدینے تک رسائی کی سعادت مل گئی
کون ہے ، جس کو کہ فکرِ بیش و کم رہ جائے گا
یادِ آقا ہی نہ ہو تو زندگی کیا زندگی
بے اثر گویا جہانِ کیف و کم رہ جائے گا
ارتفاعِ لذّتِ ذکرِ نبی کی خیر ہو
تا ابد رخشاں مرا خطِ قلم رہ جائے گا

سانس کی آمد و شد عطرِ شمامہ کیا ہے
گلبنِ جاں میں مدینے کی یہ پُروا کیا ہے
کیا کہوں ، خاکِ عرب سے مرا رشتہ کیا ہے
کس کو بتلاؤں کہ مفہومِ تمنا کیا ہے

خواب میں جس کو ہو اک بار زیارت ان کی
دنیا کیا چیز ہے اس کے لیے ، عقبیٰ کیا ہے
گرد بیٹھی ہے غمِ ہجرِ نبی کی دِل پر
نقشِ غم چہرۂ احساس پر اُبھرا کیا ہے

پردہ در خود ہی پسِ پردۂ حیرت نکلا
میری آنکھوں ہی کا پردہ ہے ، یہ پردہ کیا ہے
سالہا سال سے محرومِ زیارت ہے کوئی
بیکسی ہائے تمنا کا یہ نقشہ کیا ہے

خواہشِ دیدِ مدینہ نے نہ پائی منزل
مجھ سے پوچھو کہ مرا درد سے رشتہ کیا ہے

دوستو! دہر کے ٹھکرائے ہوؤں کا آخر
ارضِ طیبہ کے سِوا اور ٹھکانا کیا ہے

مجھ کو خالق نے عطا کی ہے محبت ان کی
مَیں جھکا سُوئے مدینہ تو کسی کا کیا ہے

چشمِ عبرت بھی نگوں سار ہے، شرمندہ ہے
امتی احمدِ مختار کا کیا تھا، کیا ہے

معصیت کوش اداؤں کو تو دیکھو محمود
لبِ اخلاص پہ الفت کا یہ دعویٰ کیا ہے

نبی کے زیرِ پا ہے لامکاں تک
رسا اپنا تخیل ہے کہاں تک

بکھیرے آپ نے گل ہائے بہجت
رگِ جاں سے دِلِ ناشاداں تک

ازل سے تا ابد ان کا تصرف
ہر اک نوری سے مشتِ استخواں تک

رسائی آپ کے اذکار سے ہے
سکونِ رُوح سے آرامِ جاں تک

ہے کون اُن کے سِوا محبوب اتنا؟
ہُوئی جس کی رسائی لامکاں تک

خدا نے حضرتِ رُوح الامیںؑ کو
پذیرائی کو بھیجا میہماں تک

وہ عالم، کیا کہوں، اَللّٰہُ اَکْبَر!
کبھی پہنچوں جو اُن کے آستاں تک

رسا ہوگی بہ فیضِ نعتِ احمد
نویدِ شادمانی خستہ جاں تک

مِرے سرکار کے مدحت سرا ہیں
گروہِ قدسیاں سے انس و جاں تک

رسُولِ پاک کی خاکِ قدم ہے
مِری آہِ رسا پہنچی جہاں تک

عطائے کبریا ہے نعت گوئی
کرم ہے حسنِ معنیٰ سے بیاں تک

ملی تاب و تواں محمود مجھ کو
ہوا طیبہ کی آئی ناتواں تک

یادِ سرکارِ دو عالم زیست کا حاصل ہُوئی
مدحِ محبوبِ خدا وجہِ قرارِ دِل ہُوئی

اس پہ رحمت خالقِ کونین کی اے دِل ہُوئی
زندگی جس کی رہینِ اُسوۂ کامل ہُوئی

سرورِ کون و مکاں کی اِک نگاہِ لطف سے
آشنائے رازِ اِلّا اللہ مُشتِ گِل ہُوئی

آپ کی انگشت کا ادنیٰ اشارہ ہے وُہ خضر
جس سے ظاہر، راہِ تسخیرِ مہِ کامل ہُوئی

موت کا کیا خوف مجھ کو، حشر کا کیا ڈر مجھے
زندگی میری درِ سرکار پہ سائل ہُوئی

اوّل اوّل رُوح و جاں پہ تھا تلطُّف آپ کا
آخر آخر یادِ آقا کی سراپا دِل ہُوئی

چلتے چلتے راہِ طیبہ میں ہُوا عرفانِ حق
ہوتے ہوتے آرزو خود حاصلِ منزل ہُوئی

جادہ جادہ انبیاء کرتے رہے ذکرِ رسُول
"رفتہ رفتہ زندگی آسودۂ منزل ہُوئی"

حاملِ انعامِ خلّاقِ جہاں ہے وُہ بشر
جس کی جاں عشقِ رسُول اللہ کی حامل ہُوئی

درسِ احقاقِ حق و ابطالِ باطل کا دیا
آپ کی آمد سے تمیزِ حق و باطل ہُوئی

توڑ دی محکومیٔ انساں کی زنجیر آپ نے
آپ سے ہم کو نصیب آزادیٔ کامل ہُوئی

عافیت محمود پائی ہے نبی کے ذکر میں
نعت ہی سے زندگی میری کسی قابل ہُوئی

جو شخص ہے نبی کی شفاعت سے منحرف
بے شک وُہ ہے قیامِ قیامت سے منحرف

یوں ہیں عدو حضور کی عظمت سے منحرف
جیسے خُدائے پاک کی قدرت سے منحرف

وردِ زباں ہے اسمِ گرامی حضور کا
صبحیں مِری ہیں شامِ ندامت سے منحرف

اک اک نفس ہے اصل میں مرہونِ مصطفٰے
کیسے ہو کوئی شانِ رسالت سے منحرف

اللہ تک رسائی نہ اُس کی ہُوئی کبھی
جو بھی رہا ہے ان کی وساطت سے منحرف

میرے دِل و نظر میں ہیں سرکار ضَوفگن
ہوں ماسوا کے حُسن کا شدّت سے منحرف

جس قلب میں تڑپ نہ ہو ارضِ حجاز کی
غم سے وُہ آشنا ہے تو راحت سے منحرف

جس کو ملی لطافتِ عشقِ رسُولِ پاک
وُہ شخص ہے وجودِ کثافت سے منحرف

دی ہیں خدا نے رفعتیں ذکرِ رسُول کو
کورے ہیں عقل سے جو ہیں عظمت سے منحرف

یوں ہے کہ جیسے جسم کوئی رُوح کے بغیر
قائل جو ذکر کا ہے، اطاعت سے منحرف

محمودؔ میرے لب پہ ثنائے رسُول ہے
عزت ملی ہے وُہ کہ ہوں شہرت سے منحرف

مثلِ کلیم طورِ نظر کی تلاش میں
کب سے ہوں آنحضور کے در کی تلاش میں

یادِ نبی ہے آپ اثر کی تلاش میں
ہیں ہونٹ اذنِ عرضِ ہنر کی تلاش میں

تاباں جبیں ہے حسنِ عقیدت کے نور سے
سجدے ہیں مصطفٰے کے نگر کی تلاش میں

سرمایہ چاہیے مجھے عشقِ رسُول کا
دستِ طلب ہے دامنِ زر کی تلاش میں

طیبہ کی سمت کو ہیں رواں شب گزیدگاں
یہ قافلہ ہے نورِ سحر کی تلاش میں

دیکھا انھیں تو دیکھ لیا کردگار کو
بھٹکو نہ تم حدودِ نظر کی تلاش میں

ہر دل میں ہے محبتِ شاہِ عرب کا رنگ
پہچان لو جو گفتگوئے زیرِ لب کا رنگ

کیسے چھٹے وصالِ پیمبر کی شب کا رنگ
بیداریوں پہ چھا گیا خوابِ طرب کا رنگ

فیضِ نگاہِ سرورِ عالم سے اُڑ گیا
نسل و زبان و دولت و نام و نسب کا رنگ

انسان کے عروج کا سُورج ہُوا طلوع
آمد سے اُن کی اُڑ گیا ظلماتِ شب کا رنگ

ہم کو ملے گا چشمِ شفاعت کا نور بھی
سوکھا جو ہوگا حشر میں پاسِ ادب کا رنگ

کوثر کا جام پیاس بجھائے گا حشر میں
دیکھیں گے آنحضور جو مجھ تشنہ لب کا رنگ

خود رحمت حضور کو ہے میری جستجو
منزل ہے آپ گردِ سفر کی تلاش میں

جس میں سما گیا ہو نہ سودا حضور کا
ہر درد کیوں نہ ہو اسی سر کی تلاش میں

پہنچو گے خاکِ راہگزارِ حضور تک
نکلو گے تم جو کُحلِ بصر کی تلاش میں

یارب! تھمے نہ اشک ندامت کا سلسلہ
دامن ہے ان کا دیدۂ تر کی تلاش میں

محمود بُعدِ طیبہ ہے، ظلمت نصیب ہُوں
ہے میری شامِ ہجر، سحر کی تلاش میں

طالب ہوا ہوں جب سے پیمبر کے لطف کا
نومیدیوں پہ ہوگیا غالب طرب کا رنگ

تَبَّتْ یَدَا نذیر ہے روزِ نشور تک
ان کو کہ جن کی فکر پر ہے بولہب کا رنگ

اِک سیلِ بے کنار بنے رنگ و نور کا
ہونٹوں پہ ہو جو مدحتِ شاہِ عرب کا رنگ

ہوگی نہ اُن کے لطف و کرم کی بھی انتہا
محشر میں اور شوخ جو ہوگا طلب کا رنگ

محمود ہیں وہ عالمِ مَا كَانَ مَا يَكُوْن
ہر علم و آگہی پہ ہے اُمّی لقب کا رنگ

مِلا ایماں ہمیں حضرت کے صدقے
میں ان کی شفقت و رحمت کے صدقے

قمر شق، پھر واپس ہو گیا ہے
زمانہ آپ کی قدرت کے صدقے

مَیں باثروت ہوں، دولتمند ہوں مَیں
نبی کے عشق کی دولت کے صدقے

خُدا کا ہم پہ احساں ہو گیا ہے
رسُولِ پاک کی بعثت کے صدقے

حریمِ لامکاں تک ہے رسائی
مَیں اس رویت کے، اس قربت کے صدقے

زمانہ ہے فدائے خاکِ یک مُشت
مَیں آقا، بدر کی نصرت کے صدقے

قدم رنجہ یہاں فرمائیں آقا،
حریمِ جاں کی اس حالت کے صدقے

رسالت پر ہُوا ایماں مکمل
خُدائے پاک کی وحدت کے صدقے

جو دی سرکار نے کوہِ صفا پہ
قبولِ حق کی اس دعوت کے صدقے

خداوندِ دو عالم کی عطا ہے
قسیمِ دولت و نعمت کے صدقے

تعال اللہ ، رفعت مُصطفےٰ کی
طلوعِ مہر ہے طلعت کے صدقے

تھے یکجا ثور میں پروانہ و شمع
یہ تھی وصلت شبِ ہجرت کے صدقے

اسے دیکھا بغیر آنکھوں کو جھپکے
شہِ معراج کی ہمت کے صدقے

رسُولِ پاک کی چشمِ کرم ہے
ملا رتبہ مجھے مدحت کے صدقے

ہم آقا کے توسل کے ہیں قائل
ملا سب کچھ اسی رحمت کے صدقے

ہے اس بستی میں نورِ ماہِ طیبہ
دلِ محمود کی نسبت کے صدقے

میری جاں اُن کے الطاف و اکرام سے،
عشق کا آئنہ مُو بہ مُو ہو گئی
جانے کب یاد میں اُن کی مَیں کھو گیا،
جانے آقا سے کب گفتگو ہو گئی

جس کا دل جاہِ دُنیا سے خالی ہُوا،
صِرف آقا کے در کا سوالی ہُوا
جو بھی قربانِ ناموسِ عالی ہُوا،
قدسیوں سے فزوں آبرو ہو گئی

خوابِ دنیا کی تعبیر اُن سے ملی،
بزمِ دنیا کو تعمیر اُن سے ملی
حق کے عرفاں کو تنویر اُن سے ملی،
اُن کی سیرت سے تفسیرِ ھُو ہو گئی

رحمتِ عالمیں ، یہ تری برکتیں،
دونوں عالم سے رخصت ہوئیں ظلمتیں
شش جہت میں برسنے لگیں رحمتیں،
بارشِ نور یوں کُو بہ کُو ہو گئی

مطلعِ خلق ہیں ، مقطعِ انبیاء ،
سب کی جو ابتدا ، سب کی جو انتہا
سب کے محبوب ہیں وُہ حبیبِ خدا ،
ان کی اُلفت مِری آبرو ہو گئی

حالتِ وجد میں قدسیانِ فلک ،
کیف میں غرق ہیں حور و غلماں ، ملک
شورِ تحسین ہے فرش سے عرش تک ،
نعت گوئی مِری آبرو ہو گئی

مجھ کو محمود اعزاز بخشا گیا ،
مدح خوانِ نبی مجھ کو لکھا گیا
لوحِ قسمت پہ اِک نقش کھینچا گیا ،
میری تقدیر یُوں خوبرو ہو گئی

نعتِ رسُولِ پاک ہے حمد و ثنائے حق
ہے مدح خواں حضور کا ، مدحت سرائے حق
سایہ فگن ہو کاش قیامت کی دُھوپ میں
زلفِ حضور اور لوائے رضائے حق
ہیں آشنائے سترِ سِرِ لا مکاں حضور
طیبہ میں دیکھتے ہیں مگر سب ضیائے حق
ہے وُہ دہن کہ جس پہ رہے ذکرِ مصطفےٰ
گویا زباں وہی ہے جو ہر دَم ثنائے حق
دیدِ خدا ہے رویتِ محبوبِ کبریا
ہر جلوۂ رسُول ہے جلوہ نمائے حق
ممکن نہیں ، کِسی کے گھٹائے سے گھٹ سکے
شانِ حبیبِ ہر دو جہاں جب بڑھائے حق

گر حوصلہ ہوں آپ تو ہو جاؤں کامیاب
جب ادّعائے عشق مِرا آزمائے حق

دیکھا نہیں کسی نے بھی سایہ حضور کا
خِلقت نہ نور کی ہو تو ہوتے ہیں سائے حق

سرکار تک رسائی سے مِلتا ہے کبریا
حق اُن کا آشنا ہے، وُہ ہیں آشنائے حق

مدحِ رسُول ہو کہ صحابہؓ کی منقبت
ان مشغلوں میں صبح و مسا جگمگائے حق

مدّاحئ حضور کا منصب مِلا اسے
محمود پر ہے خاص یہ لطف و عطائے حق

نغمۂ قلب ہے قرآں کی نواؤں جیسا،
میرا ہر سانس ہے الفت کی فضاؤں جیسا

رحمتِ سرورِ کونین کی ارزانی ہے
سر پہ سایہ کیے رہتی ہے گھٹاؤں جیسا

گر نہیں دل میں شہِ ہر دو سرا کی الفت
بے گناہی کا تصوّر ہے خطاؤں جیسا

روزِ محشر یہ تمنّا ہے شفیعِ محشر!
میں نظر آؤں وہاں مدح سراؤں جیسا

جب کروں مدحِ محمّد میں کسی محفل میں
حرفِ تحسین لگے مجھ کو دعاؤں جیسا

میری ہستی کا مجھے کچھ تو ہو ادراک حضور!
ایسے عالم میں ہُوں مَیں جو ہے خلاؤں جیسا

سامنے اُس کے جھکی عرشِ بریں کی رفعت
آپ کا شہر کہ تھا ساخت میں گاؤں جیسا

شعر کر پیرہن عشق بِلا ہے محمود!
نعت و تحمید کی رنگین قباؤں جیسا

یخ بستگی حضر کی ہے، حدّت سفر کی ہے
پہنچوں درِ نبی پہ کہ خواہش مفر کی ہے

دل کو ہے آنحضور کی یادوں سے واسطہ
یہ بات ایک دن کی نہیں، عمر بھر کی ہے

آنکھیں ہوں اُن کی یاد کے پانی سے باوضو
پہلی یہ شرط شرائطِ ذوقِ نظر کی ہے

امداد کے لیے جو پکارے حضور کو
حاجت ہی ایسے شخص کو کیا چارہ گر کی ہے

حدّت میں معصیت کی، جُھلستا ہوں رات دن
خواہش جو ہے تو سایۂ دیوار و در کی ہے

گہرے سمندروں میں ملے ساحلِ مژہ
یادِ رسُول پاک میں خواہش گہر کی ہے

خیر البشر کے عشق و محبت کی لاگ ہو
لاریب احتیاج یہ روحِ بشر کی ہے

محبوبِ کبریا کے محبّوں پہ طعنہ زن
رہتی ہے جب تو عقل سیانی کدھر کی ہے

اِک بار تو مجھے بھی مدینے بلائیے
یہ التجا مِرے دلِ حسرت اثر کی ہے

ق

حالت چھپی ہوئی کوئی سرکار سے نہیں
دُنیا میں کیفیت جو یہ سب شور و شر کی ہے

بدحال ہیں، مسلمان جہاں بھی جہاں میں ہیں
اور، اپنے ملک میں بھی تو حالت سقر کی ہے

ایسے میں اور کس سے مدد ہم طلب کریں
محمود ان کے در سے تمنا ظفر کی ہے

جو بھی کرتا ہے پیمبر کی ثنا خوانی شروع
رحمتِ حق اُس پہ کرتی ہے گل افشانی شروع

میرے آقا مجھ سے عاصی کی مدد کو آئیں گے
ہوگی جس دم حشر میں میری پریشانی شروع

گنبدِ خضرا سے دُوری کا الم کچھ کم نہیں
کیوں نہ ہو آنکھوں سے آخر اشک افشانی شروع

نُور نے تلووں کو سہلا کر جگایا خواب سے
یوں ہوئی سرکار کی معراجِ جسمانی شروع

پہلے تو وہ ہم رکابِ سرورِ کونین تھا
ہوگئی جبریلؑ کی سدرہ سے حیرانی شروع

ختم ہو جائیں جہاں نعتِ نبی کی محفلیں،
کیوں پھر اُن آبادیوں میں ہو نہ ویرانی شروع

رحمتیں خلاقِ عالم کی محیطِ دل ہوئیں
میں نے جب کی اپنے آقا کی ثناخوانی شروع

بُعدِ طیبہ میں ہے سیلِ آبِ محسوسات کا
ہوگئی جذبات کے طوفاں سے طغیانی شروع

نعت پر محمود کیوں اس وقت آمادہ نہ ہو
دل پہ جب ہوتی ہیں کیفیاتِ وجدانی شروع

وا ہوئے ذکرِ نبی میں لب، کھُلا بابِ خلوص
لُطفِ خلاقِ جہاں سے ہوں عطایابِ خلوص

ہدیۂ جاں پیش کرتے ہیں نبی کے نام پر
راہِ الفت میں کئی خوش بخت اربابِ خلوص

دیکھتا کیا ہوں کہ طیبہ میں پذیرائی ہوئی
ہے حقیقت سے بہت نزدیک یہ خوابِ خلوص

زیست کی دنیا میں ہو لطفِ پیمبر کی جھلک
چرخِ الفت پر نظر آئے جو مہتابِ خلوص

شمع ہے احساس کی ضوبار اس فانوس سے
ہے مقدر سے میسر چشمِ پُر آبِ خلوص

میرا اک اک شعر ہے آوازِ سرمستِ ازل
ہے مری ہر نعت جامِ بادۂ نابِ خلوص

خواہشوں کے حصر میں محبوس ہو جاتے ہیں وہ
بند کرتے ہیں جو اُن کے ذکر میں بابِ خلوص

الفتِ سرکار کا دعویٰ تو ہے محمود کو
لیکن اتنا سوچ لے۔ ہیں سخت آدابِ خلوص

نہیں ہے آپ کے اوصاف کی کوئی بھی حد آقا
حبیبِ انس و جاں ہیں آپ، محبوبِ صمد آقا

جہاں کا مطلعِ اوّل ہیں، مقطع ہر سیادت کا
رواں ہے آپ کا سِکّہ ازل سے تا ابد آقا

وہی محبوبِ خالق اور مطلوبِ خلائق ہیں
ہمارے محترم، اللہ کے ہیں معتمد آقا

برہنہ پا ہوں، پیاسا پھر رہا ہوں دشتِ ہستی میں
خدا کے واسطے ابرِ کرم سے ہو مدد آقا

دھنک کے رنگ بخشیں گے طراوت میری آنکھوں کو
جو اشکوں کے سمندر سے اٹھے گا جزر و مد آقا

تم اطمینان رکھو، لازماً بخشیں گے خوش حالی
جو دیکھیں گے پریشاں حالیٔ روح و جسد آقا

خدا کو مان لو، سر کو جھکاؤ۔ کفر ہے پھر بھی
وہ مومن ہے، عنایت جس کو فرمائیں سند آقا

کسی دن خواب میں آ کر مری قسمت جگا دیجے
نہیں ہے نزدِ رحمت امتیازِ نیک و بد آقا

نہ جانے بہتا جھرنا آنکھ کا کس وقت سوکھے گا
نہ جانے کب ملیں گے مجھ کو ممدوحِ احد آقا

حفاظت دستبردِ جور و استبداد سے کیجے
مصیبت میں ہیں پاکستان والے، المدد آقا

قبولِ خاطرِ سرکار ہوں اشعار نعتوں کے
مری الفت کے ہیں یہ غنچہ ہائے سر سبد آقا

اب تک نبی کی جلوہ گہِ نور دور ہے
اللہ! کیوں دعا سے اثر دور دور ہے

جب تک نہ دیں گے آپ لہو دین کے لیے
دھرتی سے اس کی مانگ کا سیندور دور ہے

کب تک رہے گا قلب میں مجبوریوں کا غم
آقا کے در سے یہ دلِ رنجور دور ہے

وہ حاملانِ دیدۂ بینا ہوں کس طرح
جن کی نگہ سے مصطفیٰ کا نور دور ہے

اُن کے غلام کی ہے نظر ماورائے جم
اُس کے قدم سے عظمتِ فغفور دور ہے

وہ آشنائے ربِّ علیٰ کیسے ہو سکے
در سے نبی کے جو سرِ مغرور دور ہے
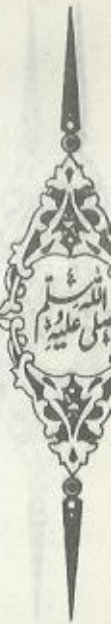
اُن کا خیال ہے کہ نظامِ نبی نہ ہو

کانوں سے جن کے، نعرۂ جمہور دُور ہے

ناموسِ مصطفیٰ کے لیے کون دے گا جاں

ہم سے شعارِ زانِ منصور دُور ہے

گفتار میں تو حُبِّ نبی صبح و شام ہے

کردار سے رسول کا دستور دُور ہے

اغراض کے غلام ہیں سرمایہ دار سب

روٹی سے اب بھی ملک کا مزدور دُور ہے

ادنیٰ غلام آپ کا محمُود ہے مگر

طیبہ سے کیوں یہ بندۂ مجبُور دور ہے

پھر کیوں نہ کرے ربّ میرے آقا کی ثنا بھی

محبوب کوئی ان کے سِوا اس کا ہُوا بھی؟

ہوں نعت سرائے شہِ دیں، حمد سرا بھی

ہے مدحِ رسولِ دو جہاں، مدحِ خُدا بھی

آقا کا نہ کیوں اسمِ گرامی ہو محمّدؐ

ممدوحِ دو عالم بھی ہیں، ممدوحِ خدا بھی

اس پر ہے نشاں عظمتِ سرکار کا گہرا

جس دِل میں ہو توحید کا احساس ذرا بھی

آقا ہی کی الفت میں گزاروں گا شب و روز

مدّاحِ سرکار میں آئے گی قضا بھی

دل میں بھی دیا ان کی محبت کا ہے روشن

ہے وردِ زباں زمزمۂ صَلِّ عَلیٰ بھی

دُنیا میں بھی آرام سے ہیں اُن کے کرم سے
ان کا ہی سہارا ہے ہمیں روزِ جزا بھی
مومن ہوں، مجھے اس نے دکھایا درِ احمد
ہے گرچہ رؤف اور رحیم اپنا خدا بھی
جو پاتے ہیں بار ان کے کرم، اُن کی عطا سے
ان خُلد مکینوں میں ہیں ہم مدح سرا بھی
آقا کا تصرّف ہے دلِ ارض و سما پر
سرکار نے کی سیرِ سرِ عرشِ علیٰ بھی
دیکھو تو، سرفراز ہُوئے نعتِ نبی سے
اقبال بھی، رومی بھی، سنائی بھی، رضا بھی
محمود ہے یوں اسمِ محمد سے عقیدت
لب پر ہے اگر ذکر تو ہے صلِّ علیٰ بھی

زیست کا ہر غنچہ و گل ہے ترحم آشنا
رحمتِ آقا سے ہیں ہم آشنا، تم آشنا،
ربطِ فطرت ہُوا اُن سے ترنّم آشنا
مصطفیٰ کے دم سے ہے ہر گل تبسم آشنا
ماہِ بطحا جب سرِ فاراں ضیا افگن ہُوا
ہوگیا بحرِ حیات اس سے تلاطم آشنا
جانِ عیسیٰ! آپ سے ہے باغِ ہستی میں بہار
میری مُردہ زیست کو بھی کیجیے قُم آشنا
ذکرِ دنیا میں ترستے تھے جو شبنم کے لیے
خشک لب وہ مدحِ آقا میں ہیں قلزم آشنا
رات دن آنکھوں میں ہیں ذراتِ کوئے مصطفیٰ
میرا دامانِ نظر ہے ماہ و انجم آشنا

میرے آقا نے دیا ہے وہ اخوت کا سبق
غیر تھے سب ، ہو گئے ہیں آج ہم تم آشنا
دوریٔ طیبہ سے لب ہیں مسکراہٹ سے بھی دُور
کیجیے سرکار اِن کو بھی تبسم آشنا
آپ نے تہذیبِ انساں کو عطا کر دی زباں
جس قدر تھے گنگ ، وہ سب ہیں تکلم آشنا
دولتِ ایقاں کہاں محمودؔ حاصل ہے اسے
قدرتِ آقا کا منکر ہے تو تم آشنا

خواجۂ ہر دو جہاں عشق و وفا کا بندہ
بن کے دیکھے تو سہی کوئی خدا کا بندہ
زیرِ پا رکھتا ہے اورنگِ شہانِ عالم
نوشۂ عرشِ عُلیٰ (صلِّ علیٰ) کا بندہ
عشق پہنچائے گا طیبہ کے کرم زاروں تک
کعبے پہنچے گا جو ہے عقلِ رسا کا بندہ
اُس کو ظلمت میں بھٹکنے کا نہیں اندیشہ
جو بنا راہبرِ راہِ ہُدیٰ کا بندہ
رشک تقدیر پہ کرتے ہیں خدا کے بندے
میں جو کہلاتا ہوں محبوبِ خدا کا بندہ
راہِ طیبہ میں نگوں سر ہوں، شکستہ پا ہوں
نہ کرے میری مدد کوئی خدا کا بندہ

شکرِ خلاقِ جہاں صبح و مسا کیوں نہ کرے
اُس کے محبوب کے الطاف و عطا کا بندہ

بندۂ الفتِ محبوبِ خدا ہوں میں بھی
میں ہوں ہر قید سے آزاد، خدا کا بندہ

نام لیوا ہوں ازل سے میں شہِ عالم کا
اُن کے ٹکڑوں کا پلا، اور سدا کا بندہ

فضلِ حق سے مرے آقا ہیں جہاں کے آقا
میں ہوں قسمت سے شہِ ہر دوسرا کا بندہ

عبدِ سرکارِ دو عالم ہوئے اعلیحضرتؒ
کیوں نہ محمود ہو آخر کو رضا کا بندہ

مضطر رہے فراق میں جاں، دل تپاں رہے
ہر لحظہ آرزوئے حضوری جواں رہے

ہر دم ثنائے خواجہ میں جو تر زباں رہے
وہ لوگ بے نیازِ بہار و خزاں رہے

الفت میں ان کی طائرِ دل نغمہ خواں رہے
آقا کے ذکرِ پاک میں مصروف جاں رہے

موسم شگفتِ گل کا وہیں پرفشاں ہوا
احساس و نطق پر جو وہ سایہ کناں رہے

محروم ہیں جو آپ کی الفت سے - عمر بھر
سرگشتۂ خرابۂ وہم و گماں رہے

خورشیدِ حق زمین پہ آیا ہے اس لیے
انجم بدست مثلِ فلک خاکداں رہے

تجسیم ہو سکے مرے احساس کی اگر
ہر وقت وقفِ مدحِ شہِ انس و جاں رہے

ان کا مذاقِ دیدہ و دل خام ہے ہنوز
تکریمِ مصطفٰے سے جو دامن کشاں رہے

ان کے کرم سے میری عبادت بھی ہے قبول
وقتِ نماز اُن کا تصور جواں رہے

آقا حضور کاشفِ اسرارِ ذات ہیں
ہر سِرِّ معرفت کے وہی رازداں رہے

مدحِ رسُول میں ہو بیانِ حدیثِ شوق
جب تک ہمارے نطق میں تاب و تواں رہے

محمود کل تھا میرا مقدر عروج پر
یادِ رسولِ پاک میں آنسو رواں رہے

دل میں ہوں جب حضور، تو دنیا سے کیا غرض
آنکھوں کو میری، ذوقِ تماشا سے کیا غرض

جس کی رگوں میں عشقِ نبی موجزن رہے
اُس خوش نصیب شخص کو دنیا سے کیا غرض

ذکرِ نبی سے حال مرا مُتغیر رہے
ماضی کی فکر کیا، غمِ فردا سے کیا غرض

جو بادشاہِ ہر دو جہاں کا غلام ہے
دنیا سے کیا غرض، اسے عقبیٰ سے کیا غرض

دن رات ہے حضوریٔ طیبہ کی کیفیت
اس کیفیت کو چشمِ تماشا سے کیا غرض

چھینٹے جو ابرِ لطفِ پیمبر عطا کرے
کیا بحر سے ہے واسطہ، دریا سے کیا غرض

دل ہوں سیاہ جن کے تکدّر کی دھوپ سے
نظروں کو اُن کی گنبدِ خضرا سے کیا غرض

کچھ لوگ لفظ و معنیٰ میں کرتے ہیں امتیاز
اُن کو خدا سے گیا، انھیں آقا سے کیا غرض

ملنے کو لامکاں پہ گئے عینِ ذات سے
آقا کو انعکاسِ تجلّی سے کیا غرض

جب مستفیدِ لطفِ رسولِ خدا ہے یہ
اِس خاکداں کو بامِ ثریّا سے کیا غرض

ہے قلب و جاں پہ نقشِ سراپا حضور کا
محمود سرِّ خاص کو افشا سے کیا غرض

بن گئی اپنا مقدّر معصیت کاری بہت
چھوڑ کر سرکار کا در، ہے نگوں ساری بہت

آپ کی چشمِ کرم سے مندمل ہو جائیں گے
جسمِ ملّت پر اگرچہ زخم ہیں کاری بہت

اس کا دامن پیار کے پھولوں سے پھر بھر دیجیے
آپ کو اُمّت ہمیشہ سے رہی پیاری بہت

ہم کو پھر سرکار جنّت کی بشارت دیجیے
ہو رہی ہے نارِ دوزخ کی خریداری بہت

میرے آقا! دیکھیے اُمّت کا اب کیا حال ہے
سرد ہے جذبہ عمل کا، گرمِ گفتاری بہت

رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ کا ہے سہارا ورنہ یاں
ہو گئی اپنے گناہوں کی گراں باری بہت

نام لیوا آپ کے ہیں، کیجیے اب سرفراز
آہ، اقوامِ جہاں میں ہو چکی خواری بہت

دستگیری آپ فرما دیں تو پھر کیا دُور ہے
گو بظاہر راہِ طیبہ میں ہے دشواری بہت

چاہتا ہے رحمۃ للعالمیں سے جو مدد
لُطف فرماتی ہے اس پر رحمتِ باری بہت

ہم نے تکریمِ پیمبر کو نہیں چھوڑا کبھی
وقت نے فرمان گو ایسے کیے جاری بہت

نام لیتا ہے جو یہ صبح و مسا سرکار کا
کام ہے محمود کو اتنا ہی سرکاری بہت

صلی اللہ علیہ وسلم

شعروشاعِر

مدحت سرائے سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

١٤٠٢ ھ

سر بہ سر نعتِ پیمبرؐ ہے کلامِ محمودؔ

احمد ندیم قاسمی

"یوں تو حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ہر مسلمان کو بے حد و حساب عقیدت اور محبت ہوتی ہے مگر نعت نگار کا امتیاز یہ ہے کہ وُہ اس عقیدت و محبت کے فن کارانہ اظہار کی قدرت رکھتا ہے اور یہ اظہار اس سلیقے، قرینے اور ادب کے ساتھ کرتا ہے کہ حضورؐ سے یہ عقیدت و محبت پوری کائنات میں جاری و ساری محسوس ہونے لگتی ہے۔

راجا رشید محمود آج کے دَور میں یہی منصب ادا کر رہے ہیں۔ اُن کی نعت میں حضورؐ سے عقیدت کے جو چمن کِھلے ہُوئے ہیں اور آپؐ سے محبت کے جو گلزار مہک رہے ہیں، وُہ کہیں کہیں محبت کو وارفتگی کی حد تک پہنچا دیتے ہیں مگر راجا رشید محمود کی وارفتگی کی بھی ایک حدِ ادب ہے اور اس حد کا احترام انھیں بہت سے دیگر نعت نگاروں سے ممیز کرتا ہے۔

چودھویں صدی ہجری کی آخری چوتھائی میں جن اہلِ فن نے اُردو نعت میں لافانی اضافے کیے ہیں، ان میں راجا رشید محمود کا نام متعدد پہلوؤں سے ممتاز ہے۔"

احسان دانش

"جس ذاتِ مقدس و مکرم کے لیے خالقِ ارض و سما نے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ فرمایا، کیا کسی انسان میں یہ تاب اور مجال ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت گوئی کا دعویدار ہو سکے، ہرگز نہیں!

کوئی دعویٰ کیسے کر سکتا ہے جب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محاسن کا حلقہ تصور سے باہر اور عظمتوں کا حصار فہمِ انسانی سے ماورا ہے۔

عہدِ پیغمبری سے لے کر تا ایں دم جس قدر نعت گویانِ رسُول گزرے ہیں، ان کے یہاں ارمغانِ عقیدت اور اظہارِ عجز کے سوا کچھ نظر نہیں آیا لیکن چونکہ حضورؐ کا ذکر و خیال بھی عبادت میں شامل ہے اس لئے ہر مداحِ رسُولؐ اور ثناخوانِ رسالت نے اپنے اپنے انداز میں یہ عبادت کی ہے اور اظہارِ عجز ہی ایسی عبادت ہے جو ارتکاب سے پہلے مقبول ہوتی ہے کیونکہ خدا کے یہاں یہی چیز نہیں، یہ صرف بندوں کی متاعِ عزیز ہے۔ چنانچہ اِس میں خلوصِ نیت اور صمیمِ قلب کے معیار سے مدارج قائم ہوتے ہیں۔

یہ ضروری نہیں کہ نعت کے ہر شعر میں حضورؐ کا نام لفظ مدینہ، گنبدِ خضرا، رسُول، رسالت وغیرہ الفاظ استعمال ہوں بلکہ ہر وُہ شعر نعت کا شعر ہے جسے سُن کر رسولِ اکرمؐ کی طرف خیال جائے یا کوئی اُسوہ سامنے آجائے یا ایسی تعریف و توصیف ہو جو حضورؐ ہی کی شان کے شایاں ہو۔ مثلاً جلیل مانکپوری کی غزل کا مطلع ہے:

نگاہ برق نہیں، چہرہ آفتاب نہیں
وُہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

شعر کی لفظی تعمیر اور معنوی رفعت سے بھی نعت گو شاعر کا مقام متعین ہوتا ہے۔ اگر شعر کا تاثر عام سطح سے بلندی کی طرف اشارہ نہیں کرتا تو نعت تو بڑی بات ہے وُہ موزونِ طبعی تو ہے، شاعری نہیں۔ چنانچہ جس نعت سے حضورؐ کے اوصافِ حمیدہ جو قاری یا سامع کے علم سے باہر ہوتے ہیں، نمایاں نہ ہوں اور حضور کی ذات و صفات کو اُجاگر نہ کرے یا ان کے معنوی استناد کی وضاحت سے عاری ہو، وُہ نہ حُسنِ شعر ہے۔ نہ شاعر کا کمال۔

میرے زیرِ نظر راجا رشید محمود کا نعتیہ مجموعہ ہے اور میں اسے عوامی روش سے ہٹا ہُوا پاتا ہوں۔ اس میں شاعر نے حضور کی جسمانی اور روحانی عظمتوں کو سامنے رکھا ہے اور زلف و عارض کے مضامین میں زیادہ نہیں اُلجھا۔

راجا رشید محمود پڑھا لکھا انسان ہے، زبان و ادب کے مزاج و مقام کو سمجھتا ہے اور عصرِ حاضر کے رجحانات پر بھی اس کی خاصی نظر ہے۔ ہر چند کہ بقیدِ حروفِ تہجی کلام میں شاعر کا دِلی جذبہ اور عقیدت نمایاں نہیں ہوتی کیونکہ الفاظ کے دروبست کے شرائط زمین سے قدم نہیں اٹھنے دیتے لیکن اس شاعر کے کلام میں مہارت اور کہنہ مشقی اس قدر نمایاں ہے کہ اس کا مافی الضمیر پردہ نہیں کرتا اور ادب و عقائد کے خدوخال نمایاں رہتے ہیں۔

علامہ احمد سعید کاظمی

"زیرِ نظر مجموعۂ نعت پاک نظر سے گزرا۔ ماشاء اللہ نہایت ہی پسندیدہ ہے۔ اس کا ہر شعر اور ہر مصرع حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا آئینہ دار ہے اور محبت وشوق کے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔

محترم راجا رشید محمود صاحب نہایت خوش عقیدہ اور بارگاہِ نبوت سے والہانہ عقیدت رکھنے والے بزرگ ہیں۔ اہلِ علم اور اہلِ قلم میں ان کی عظمت وشہرت محتاجِ بیان نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے اپنے جذباتِ شوق کو بلاتکلّف نعتیہ اشعار کی صُورت میں پیش کر دیا ہے۔ سچ ہے اَلْاِنَاءُ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ۔ اللہ تعالیٰ اس حدیثِ شوق کو شرفِ قبول عطا فرمائے اور محترم راجا صاحب موصوف کے لیے اس نعتیہ کلام کو بارگاہِ نبوت میں کمالِ قرب کا وسیلہ بنا دے۔

آمین!"

ڈاکٹر سیّد عبدُاللہ

"محمودؔ (راجا رشید) اب ان نعت گوؤں میں سے نہیں جن کے تعارف کے لیے چند سطریں بھی وقف کی جائیں۔ وُہ جانے پہچانے مدّاحِ سرورِ کائنات ہیں۔ وُہ نعت لکھتے بھی ہیں اور نعت پڑھتے بھی ہیں نعت پڑھنے سے میری مُراد یہ ہے کہ وُہ اپنی لکھی ہُوئی نعت جب عاشقانِ رسُولؐ کو سُناتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ نعت دل کی گہرائیوں سے نکلی ہے اور اس کا ہر ہر لفظ ان کے تکلّم میں آبشارِ تاثیر بن کر، ان کے سراپا کا حصّہ بن گیا ہے۔

محمودؔ کی نعت گوئی کا عام انداز والہانہ وعاشقانہ ہے۔ یہ ان مدّاحانِ رسُولؐ میں سے ہیں، جنھیں ذاتِ والا صفاتِ رسُولِ پاک سے بطور ذاتِ قدسی، محبت بلکہ عشق ہے۔ وُہ آنحضورؐ سے۔ آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت اور توجّہ کے سوا کسی شے کے طلب گار نہیں۔ وُہ بس یہی چاہتے ہیں کہ آنحضورؐ کا گوشۂ چشمِ التفات انھیں حاصل ہو جائے۔ فقط۔

محمودؔ کی تازہ ترین (بلکہ عمومی) نعتوں میں، نعت گو ایک سرشارِ محبت شخص نظر آتا ہے جس کے دِل میں وفورِ جذبات کا طوفان جوش مار رہا ہے لیکن اس امر کی احتیاط ہر جگہ نظر آتی ہے کہ اس کی نعت غزل بن جائے، نعت ہی رہے۔

نعت کے غزل بن جانے کے معنی یہ ہیں کہ عاشقانہ جذبات کے اظہار کے وقت یہ امر محفوظِ خاطر نہ رہا کہ جس سے محبت کا اظہار کیا جا رہا

ہے، اسکی ذات محبوب ہونے کے باوجود، اتنی ارفع ہے کہ خود کو اس کا عاشق قرار دینے کا اقدام بھی بے ادبی میں شمار ہو سکتا ہے ــــ کیونکہ وُہ تو وُہ ہے جس کا (روایت کہتی ہے کہ) سایہ بھی نہ تھا، وُہ نور ہی نور تھا۔ اس لیے اسلام کی تہذیب اور اسلام کے آداب نے آپ کی تصویر کی سخت ممانعت کی ہوئی ہے ــــ بلکہ آپ کی تصویر کا تصور دلانا بھی ممکن نہیں۔

اور ــــ وُہ جس کے بارے میں قاب قوسین او ادنیٰ کہا گیا ہو، اس کے بارے میں عام انسانی سطح کی عشق و عاشقی کی رمزیں اور استعارے جسارت کی قبیح صُورت ہی ہو سکتی ہے۔

درحقیقت یہ بڑا نازک مقام ہے۔ مجذوبیت کی بات جُدا ہے، ورنہ نعت گوئی ایک ایسا پُل صراط ہے جس پر سرِ مُو بے ڈھب چلنے والے کے مقدر میں عذاب ہی عذاب ہے۔

مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ محمود، ایسی عاشقی سے محفوظ رہتے ہیں جس میں ثواب کم اور عذاب زیادہ ہوتا ہے۔ ان کی نعت میں جسارت کی صُورتیں مجھے نظر نہیں آتیں۔

نعتوں میں بہت سا مواد ایسا بھی ہے جو ہمارے اندر شوقِ مناجات پیدا کرتا ہے ــــ بعض اشعار ایسے بھی ہیں جو عرفان کا منبع معلوم ہوتے ہیں یعنی اگر وُہ کسی محفل میں سُنائے نہ بھی جائیں اور قاری چپکے چپکے اُن کو از خود پڑھتا ہے تو دلوں کے بند دریچے کھُل جاتے ہیں اور اندر سے روشنی کی لکیریں اس طرح نمودار ہوتی ہیں جیسے کسی تاریک کمرے میں شعاعیں رونمائی کر رہی ہوں:

شیر افضل جعفری

"نعتیں پڑھیں، ثواب لیا۔ نشہ آیا، وجدان پایا۔ ہر مصرع مؤدت کے آسمان کی نرالی اور نوریں کہکشاں ہے۔ آنکھیں روشن ہو گئی ہیں۔ دِل کو چار چاند اور ایمان کو پانچ سُورج لگ گئے ہیں۔ راجا رشید محمود مقبولِ رسُولؐ ہیں۔ مَیں بھُول کا پُتلا ہوں۔ میری کیا مجال کہ طرحدار اور خوشبو فروش شعروں کی شان میں سطور عرض کر سکوں۔ اَدھ کتے سُوت کی انٹیاں نذر کر کے صِرف خریداروں میں نام گنوانا چاہتا ہوں۔

راجا رشید محمود مولاؐ کی سیرت کے متین مستانے ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی وِلا ان کی رُوح و رواں میں رقصاں و درخشاں رہتی ہے۔ اُن کے دِلِ بیدار میں درد دُرود پڑھتا ہے۔ ان کے دماغ میں سوہنی سوچ کا دیا روشن ہے۔ اُن کے لب گویا یہ حسانؓ کا بیان چمک اٹھتا ہے۔ ان کا سرشار قلم جب کریشیے کی طرح قرطاس کے ماتھے پہ ثنائے خواجہ کشید کرتا ہے تو آسمان پہ چودھویں کا چاند اُسے جھُک کر چوم لینے کی نیّت باندھ لیتا ہے اور اللہ والے شاعروں کی نیک پاک کاوشیں راجا رشید محمود کی نور بھری نعتوں پہ اپنی شرع سنگار بہار کی پھوار سو پیار سے نثار کرنے لگتی ہیں۔

یہ اُس کی دین ہے جسے پروردگار دے۔"

حکیم محمود احمد برکاتی

"جناب رشید محمود شاعر پیدا ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل و کرم سے یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ صرف نعت سرائی اور مداحیِ محبوبِ خدا تک اپنی شعر گوئی کو محدود کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیت کا اس سے بہتر مصرف اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسے صرف حبیبِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذکرِ جمیل کے لیے وقف کر دیا جائے اور صرف "حدیثِ دوست" کی تکرار کی جائے۔ "قصۂ سکندر و دارا" سرے سے پڑھا ہی نہ جائے اور بجز "حکایتِ مہر و وفا" کچھ نہ سنایا جائے۔

رشید محمود کے یہاں بلا کی آمد اور روانی ہے، شعر اُن پر برستے ہیں اور وہ نئی نئی شگفتہ و شاداب زمینیں نکال کر اُن میں بے تکلف خاصی تعداد میں شعر کہہ لیتے ہیں۔ ابھی ابھی تو ان کا مجموعۂ نعت (وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ) شائع ہوا تھا اور اب دُوسرا تیار ہے۔ اس مجموعے پر تقریظ لکھنے کا انھوں نے مجھے بھی حکم دیا ہے۔

میں تقریظ نگاری کے تمام اوصاف و شرائط سے معرا ہوں، نہ ذوقِ ادب، نہ نام، نہ مقام۔ مگر اس کے باوجود انھوں نے مجھے دعوت دی ہے تو ضرور اس میں "کسی" کا اشارہ شامل ہے —— اور کیا عجب ہے کہ یہی دعوت میرے لیے نجات و مغفرت کا بہانہ بن جائے۔ "حسانوں" کی محفل میں کسی حیثیت سے بھی بار پا جانا اور سرورِ عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کسی

مدحت سرا کی مدحت کا موقع حاصل ہو جانا —— ایک تہی مایہ و غفلت شعار کے لیے بڑی سعادت ہے۔ یہ سعادت زورِ بازو سے نہیں، مقدر سے ملتی ہے،

یہ نصیب! اللہ اکبر! لوٹنے کی جائے ہے۔

نعت گوئی کے دو رنگ ہیں، ایک میں شاعر اپنے جذباتِ عشق و شیفتگی کا اظہار کرتا ہے۔ اپنے معاصی کو یاد کرتا ہے، رحمت و رافت پر اعتماد، بخشش کی امید، مدینے پہنچ جانے اور وہیں مر رہنے کی آرزو، حضورِ اکرم کے حُسنِ صورت و شمائل کا بیان —— وغیرہ

دُوسرا رنگ یہ ہے کہ شاعر اپنی ذات کو ملت میں گم کر کے حضورؐ سے ملّی مصائب و مشکلات کی فریاد کرتا ہے، التفات و دُعا کی درخواست کرتا ہے، حضورؐ کی تعلیمات کو موضوعِ سخن بناتا ہے، آپ کے حُسنِ سیرت و کردار کے مختلف گوشوں کو نمایاں کرتا ہے، آپ کے اسوۂ حسنہ کی اتباع پر ملت کو اُبھارتا ہے، محبت کے ساتھ اطاعت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

"حدیثِ شوق" کا مطالعہ کر کے مجھے اس بات سے بڑی مسرت ہوئی کہ رشید محمود صاحب کے یہاں نعت کے یہ دونوں رنگ نظر آتے ہیں۔ اگرچہ پہلا رنگ ذرا گہرا ہے مگر دُوسرا رنگ بھی نمایاں ہے۔"

قاضی عبدالنبی کوکب مرحوم

"اُردو نعت کی موجودہ روایت جن بلندیوں کو چھُو رہی ہے، رشید محمود اس کے تقاضوں کو سمجھنے اور اس کے معیاروں کو برقرار رکھنے میں ناکام نہیں۔ اس قابلِ فخر روایت کے تین پہلو بڑے واضح ہیں۔ پیرایۂ بیان کی نُدرت و رفعت، اپنے دَور کا شعور، جذبۂ اصلاح و تعمیر —— رشید محمود کی نعتیہ شاعری میں پیرایہ ہائے بیان کی نیرنگی اور اظہار کے تنوع و توسع کے نمونے کثیر ہیں۔ وُہ یہ بھی نہیں بھُولتے کہ عصرِ حاضر کی فتنہ سامانیوں کے خلاف اپنے آقائے رحمت کے حضور ہی فریاد کرنا ہے۔ انھوں نے شمائل و فضائلِ نبوی کے بیان کے ساتھ جہاں جذباتِ عقیدت کی آبیاری کی ہے وہاں اسوۂ حسنہ اور خلقِ عظیم کی پاکیزہ یادوں کے حوالے سے اپنے گرد و پیش کی عملی و اخلاقی کیفیت پر نظرِ احتساب بھی ڈالی ہے"۔

○

پروفیسر مرزا محمد منوّر (لاہور)

"راجا رشید محمود عقیدت کے جذبات کو معرضِ اظہار میں لانے پر بڑی حد تک قادر ہیں۔ طبیعت راہ دیتی ہے اور الفاظ و تراکیب ان کی معاوَنت کے لیے موجود۔ انسداد یا اٹکاؤ کا احساس کم از کم مطالعے کے دوران میں نہیں ہوتا۔ خود رشید محمود کو یہ اوگھٹ گھاٹی عبور کرتے وقت کس قدر مشقت اٹھانی پڑتی ہے، یہ وُہ خود ہی جانیں۔ یہ ظاہر ہے کہ کوئی ادب پارہ جس قدر معیاری

ہو، اتنا ہی جانکاہ ہوتا ہے اور راجا رشید محمود جان کھپاتے ہیں"۔

○

اختر الحامدی مرحوم

"اتنے ادق مضامین، اتنی سنگلاخ زمینوں میں، —— شاعری کے تمام رکھ رکھاؤ کے ساتھ ادا کرنا بڑے دِل گُردے کا کام ہے۔ نعت کے میدان میں اتنی بلند نظمیں کہنا کہ کہیں ناہمواری کا نام نہیں —— وہی مضمون آفرینی، وہی رعنائیِ خیال، وہی شوکتِ الفاظ، جو ایک غزل گو کہنہ مشق شاعر کے ہاں ہوتی ہے، ان کے کلام میں بھی پائی جاتی ہے۔ مجھے اس نوجوان شاعر پر رشک آتا ہے —— یوسفِ مدینہ کا دیوانہ، مگر فرزانوں کا فرزانہ۔ کبھی دشتِ مدینہ کی سیر کر رہا ہے، کبھی حریمِ ناز میں سجدہ ریز، عرش کی رفعتوں پر خندہ زن —— وُہ بلند ہے، بہت بلند۔ آج کا بلند پایہ شاعر —— مستقبل کا عظیم نعت گو، راجا رشید محمود"۔

○

اشفاق احمد (لاہور)

"راجا رشید محمود اُن خوش بخت لوگوں میں سے ہیں، جن کی زندگی کا دامن اور سانسوں کا رشتہ ثنائے خواجہ سے بندھا ہے۔ یہ دولت ہر کسی کا مقدر نہیں ہوتی۔ وُہ جن کے باہر شبنمیں ٹھنڈک اور اندر نورِ نبوت کا چاننا ہوتا ہے، وہی اس دولت سے مالا مال ہوتے ہیں اور وہی موجیں مارتے ہیں۔ میری دانست میں تو ایسی خوش نصیبی پر حسد بھی روا ہے"۔

ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا (لاہور)

"میں نے راجا رشید محمود کو ایک ہنگامہ زا، فتنہ رُبا، قہقہہ خیز اور لطیفہ ریز شخصیت پایا۔ مجھے ہرگز معلوم نہ ہُوا کہ راجا رشید محمود شاعر بھی ہو سکتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اچھا انسان ہونے کے لیے اچھا شاعر ہونا ضروری نہیں ہے۔

جب اُن کی نعتوں کا پہلا مجموعہ منظرِ عام پر آیا تو مجھے مزید حیرت ہوئی۔ راجا رشید محمود کے بارے میں اب مجھے شدید خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ یہ مجھے حیران کرنے کی اور بھی بہت سی صفات سے متصف ہوں گے۔"

○

پروفیسر محمد اسماعیل بھٹی (لاہور)

"رشید محمود کی زبان میں بات کریں تو مدحِ رسُولؐ ذریعۂ نجات ہے۔ یہی خُدا کی الوہیت کے اقرار کی صُورت ہے۔ اسی کی بدولت صالح اقدار اور پاکیزہ فکر کے اسرار منکشف ہوتے ہیں۔ رشید محمود سراپا پر زورِ بیان صَرف نہیں کرتا۔ بادہ و ساغر کے فرسودہ اسلوب پر تکیہ نہیں کرتا۔ وُہ تو اپنے جذبات کی شدت کو تند رو پانی کی طرح اپنی راہ خود بنانے دیتا ہے۔ یہی اسکی انفرادیت ہے، یہی اس کے عشق کا ثبوت ہے، یہی اس کی وارداتِ قلبی کے کیف کی نشانی ہے۔ رشید محمود نعت گوئی میں جذبۂ بے اختیار کا شاعر ہے؛ یہی اس کی فضیلت ہے۔"

چودھری رفیق احمد باجواہ (ایڈووکیٹ)

"راجا صاحب جو کچھ لکھ چکے ہیں، جنت اپنے نام لکھوانے کے لیے تو یہی کافی ہے مگر عاشقانِ رسُولؐ کا مطمعِ نظر حصُولِ جنت نہیں، کچھ اور ہوتا ہے..... دیدِ انوارِ الٰہی کے اور بھی ذریعے ہیں۔ سزائے لغزش کے ڈر سے روتے ہُوئے بچے اور مسکراتی ہُوئی مائیں کسی نے کبھی دیکھی ہیں تو جان لے کہ روزِ محشر عاشقانِ رسُول اور رحمتِ خداوندی کے مابین یہی تعلق قائم ہوگا جوابِ فردِ جرائم میں عاشقِ رسُول صرف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ہی کہے گا اور اللہ مسکرا کر یوں مائل بہ کرم ہوگا کہ قربِ رسُول فی الجنت مقدرِ مومن بن جائے گا۔"

○

پروفیسر حفیظ تائب (لاہور)

"مجھے تو وُہ اپنا ہمزاد لگتا ہے۔ اس کا ذوقِ نعت مجھ سے بہت مماثل ہے۔ البتہ اس کی اٹھان مجھ سے کہیں زوردار ہے۔ کہیں کہیں تو وُہ مجھے اس مقام سے آگے نکلتا ہُوا دکھائی دیتا ہے جہاں میں اتنی دیر سے پہنچا ہوں۔"

○

حافظ لدھیانوی (فیصل آباد)

"نعت سراسر کرم کا مظہر ہوتی ہے۔ جس کو نعت گوئی کا منصب عطا

ہوتا ہے، اسے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے والہانہ عقیدت،
سوز کی دولت، اخلاص کی نعمت، ذکر کی حلاوت اور فکر کی لذت سے
نوازا جاتا ہے۔ بحمد اللہ، راجا رشید محمود کے نعتیہ کلام میں ان انعامات
کے نشانات جا بجا نظر آتے ہیں۔"

○

ریاض حسین چودھری ایم اے ایل ایل بی (سیالکوٹ)

"راجا رشید محمود کا فن احساسِ جمال کا پرتو اور خوب صورت
استعاروں، دلآویز تشبیہات اور بامعنی تلمیحات کے شاعرانہ اظہار کا دوسرا
نام ہے۔ جمالِ محمدؐ کے ساتھ شاعر نے سیرتِ رسولؐ اور اخلاقِ نبویؐ کو بھی اپنے
فن کا موضوع بنایا ہے۔ خود سپردگی اور جانسپاری کی کیفیت ان کی نعتوں
میں جاری و ساری ہے اور جذبے کی بے پناہ شدت شعری روایت کا حصّہ
بنی ہوئی ہے۔ آپ نے دِل کی زبان میں مدحتِ سرکار کا حق کمال سلیقے
سے ادا کیا ہے۔"

○

پروفیسر خالد بزمی (لاہور)

"راجا رشید محمود کی نعتوں میں فصاحت، بلاغت، سلاست،
روانی، سادگی ـــــ بہ خوبی موجود ہے۔ پھر معنوی طور پر بھی صرف جذباتِ
محبت و عقیدت ہی نہیں بلکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ
کو اُسوۂ حسنہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور خاص طور پر مسلمانوں کو اُن کی

بے راہ روی کی طرف متوجہ کرکے اس کے اسباب اور پھر اس کا علاج بھی بتایا
گیا ہے۔ اب یقیناً راجا صاحب کا نام بھی اُردو کے ان شاعروں میں شامل
ہو گیا ہے جن کا نام اور نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لازم و ملزوم ہو کر
رہ گئے ہیں۔"

○

سیّد ہاشم رضا (کراچی)

"نعت گوئی اور مرثیے کے لیے ایک خاص مزاج چاہیے اور اسلامی
تاریخ پر عبور حاصل کیے بغیر ان میدانوں میں قدم رکھنے کی جرأت ممکن نہیں۔
راجا رشید محمود نے نعت کے اشعار میں اس ذات کی صفات کو بڑے سلیقے
سے واضح کیا ہے جس کے لیے کہا گیا ہے کہ

نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ اینجا

○

پروفیسر انور جمال (ملتان)

"رشید محمود تو ہے ہی ان سبز بخت انسانوں کے زمزمے کا نقیب
جو اپنے قلب و نظر کے در و دیوار کی زینت کے لیے مدحتِ رسولؐ کے نغمے اور
محرابِ تخیل و تفکر کی آرائش کے لیے گل ہائے نعت کا انتخاب کرتے ہیں۔
وُہ کھلی آنکھوں والا حساس شاعر ہے، اُس کو اس دورِ پُر آشوب کی معاشرتی،
معاشی اور معیشی خامیوں کا شدید احساس ہے، وُہ عصری تقاضوں کو سمجھتا ہے
وُہ فتنہ و فساد اور بے چین انسانیت پر کڑھتا ضرور ہے مگر ایک بالغ نظر اور

صاحبِ بصیرت انسان کی طرح اس کا علاج بھی بتاتا ہے کہ ـــــ

قانونِ مصطفےٰ ہے ہر اک مسئلے کا حل

اس راہ پر چلیں تو سہی ، ابتدا تو ہو

رشید محمود کی نعت میں عقیدت و محبت کی کلیاں بھی ہیں اور بے پایاں اشکوں کی سوغات بھی۔ اپنی ذات و حالات کا تذکرہ بھی ہے اور عصری کرب کا علاج بھی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے پہلو بھی ہیں اور آپ کے خلقِ عظیم کی باتیں بھی۔"

○

راز کاشمیری ایم اے (گوجرانوالہ)

"ان کی نعتوں میں حُسنِ رعنائی ، دلکشی و رنگینی ، طرزِ ادا کا بانکپن ، ندرتِ اظہار و خیال ، جذبِ شوق اور سوز و گداز نظر آتا ہے ۔ ان میں چہچہاتے قافیوں ، بولتی ہُوئی ردیفوں اور قافیوں ، ردیفوں میں رچتی بستی اور ہم آہنگ موسیقیت کا اہتمام دکھائی دیتا ہے ۔ راجا رشید محمود کی نعت ، رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار کی عکاسی کرتی ہے ، ان کی تعلیمات کی ترجمانی کرتی ہے اور ان کی تعلیمات سے گریز کو اجتماعی اور انفرادی مصائب و آلام کا سبب بتاتی ہے۔"

○

مقبول جہانگیر (لاہور)

"نعت گوئی کا فن جس عشق اور جیسے خلوص کا متقاضی ہے ، اس سے ہر فردِ بشر آگاہ ہے اور یہ عرض کرنے کی بھی غالباً ضرورت نہیں کہ یہ وُہ نازک

مقام ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے :

نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

یہ دیکھ کر جی خوش ہوا کہ راجا رشید محمود ان نازک مقامات سے کس قدر احتیاط اور ادب سے گزرے ہیں اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں نذرانۂ عقیدت و محبت پیش کرتے ہُوئے ان کی جبینِ نیاز کتنے قاعدے اور قرینے سے خم ہُوئی ہے ـــــ اسی سے ان کی قادر الکلامی کا اندازہ بھی ہُوا۔"

○

پروفیسر محمد حسینؔ آسی (سیالکوٹ)

"راجا صاحب نے نعتِ حبیبؐ کے مختلف پہلوؤں میں دادِ سخن دی اور سیرت و صورت کے گوناگوں جلووں سے اپنے قارئین کو نوازا۔ مگر زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ ذکرِ جاناں کے اس مقدس سفر میں "ادب" ان کا رہبر ہے اور سوزِ دروں توشۂ راہ۔ وُہ دیدۂ تر کی اشکباریوں کے ساتھ منازلِ شوق طے کرتے ہیں۔ راجا صاحب کی نعت کا آہنگ جذبے کی صداقت کی بناپر جوشش و ولولہ بن گیا ہے۔"

○

صغر حسین نظیر لودھیانوی (لاہور)

"راجا رشید محمود دورِ حاضر کے مشہور نعت گو شعراء میں شامل ہیں۔ جذبۂ عشقِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہیں۔ زبان و بیان کے نکات سے

آگاہ ہیں، پُرکیف نعتیں کہتے ہیں۔"

گوہر ملسیانی۔ ایم اے (صادق آباد ضلع رحیم یار خاں)

"راجا رشید محمود کے اشعار میں مرکبات و تشبیہات کا ایک قرینہ اور سلیقہ ہے۔ ردیف و قافیہ کا آہنگ موسیقیت کی جان ہوتا ہے۔ یہ موسیقی محمود کے اشعار میں کبھی دھیمی لَے میں ہے اور کبھی قدرے تیز۔ اسی طرح سلاست و روانی آہنگ میں جھنکار کا کام دیتی ہے۔ راجا رشید محمود کی نعتوں کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کو زبان پر قدرت حاصل ہے اور الفاظ کے انتخاب و استعمال کا قرینہ ہے۔ بندش کی چستی ہے اور طرزِ ادا کی بے ساختگی اور یہی بات آمد کی نشاندہی کرتی ہے۔

راجا رشید محمود کے نعتیہ کلام میں ان کے نظریۂ فن کے بارے میں بے شمار اشعار موجود ہیں۔ انھوں نے تو اپنے خیالات و احساسات کو مدحِ رسولؐ کیلیے وقف کر دیا ہے۔ بقولِ محمود "سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدحت کے بغیر زندگی محض شرمندگی ہے" —— ان کے کلام میں یہی مضامین جگہ جگہ موتیوں کی طرح دمکتے ہیں۔"

پروفیسر منیر قصوری (لاہور)

"راجا رشید محمود بنیادی طور پر عربی زبان کی فاضل شخصیت ہیں۔ ان کے کلام میں بھی اس کا عکس دکھائی دیتا ہے۔ وہ بسا اوقات قرآن پاک کی آیات اور احادیثِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس طرح منظوم کر جاتے ہیں کہ پوری پوری

آیت ایک مصرع کے قالب میں ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔"

پروفیسر منصور احمد خالد (گوجرانوالہ)

"میری سوچ راجا رشید محمود کی عشقِ مصطفےٰؐ میں ڈوبی ہوئی لَے کو سُن کر اس مقام پر پہنچی ہے جہاں لُغت، زمان و مکان کے ہر پیمانے سے ماورا دکھائی دیتی ہے۔ "تھا، ہے اور ہوگا" جیسے الفاظ نعت کی لُغت میں کہیں نہیں ملتے، وہ دائمی اقدار کی نقیب ہے۔

کون نہیں جانتا کہ نعت حفظِ مراتب کا زبردست امتحان ہے۔ تلوار سے تیز اور بال سے باریک پُل صراط سے گزرنے کی بات ہے۔ مقامِ مسرت ہے کہ اس راہ میں راجا رشید محمود کے قدم کہیں بھی نہیں لڑکھڑائے اور اس کا جنونِ باشعور بڑی کامیابی سے، ان مقامات سے گزرا ہے، جہاں اکثر لوگ افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔"

پروفیسر آفتاب احمد نقوی (سیالکوٹ)

"راجا تخلیق کا ایک عظیم سرچشمہ ہے۔ اس کے قلم کی روشنی ہر طرف پھیل رہی ہے۔ وہ لوگوں کے دِلوں کو عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سیراب کرنے کے لیے لکھتا ہے۔ اس کے ہاں مختلف اصنافِ ادب کی نہریں جاری ہیں۔ وہ ایک بہت بڑا ذخیرۂ ادب بننے والا ہے۔ وہ عظیم دوست ہے، وہ بے مثال انسان ہے۔"

محمد اکرم رانا۔ ایم۔ اے (لاہور)

"راجا رشید محمود کی کتابوں کو دیکھ کر مجھے یہ احساس ہوا کہ وہ مجھ سے بڑے مسلمان ہیں۔۔۔۔۔ راجا صاحب نے عزت اور شہرت ورثے میں نہیں پائی بلکہ زورِ قلم سے کمائے ہیں۔"

○

نزہت اکرام۔ ایم۔ اے (لاہور)

"راجا رشید محمود کی نعتیں جدید و قدیم کا امتزاج ہیں۔ ان میں اسکی رُوح کی پکار، عشقِ نبیؐ کا گداز، نارسائی کی کسک اور تڑپ ـــــ سب کچھ ہوتے ہُوئے بھی ایک یقین ہے۔ ایک والہانہ جذبہ، ایک سرشاری کی کیفیت جو ایک عاشقِ رسولؐ ہی کا حصّہ ہے۔ قدم قدم پر شاعر اس سے دوچار نظر آتا ہے۔"

○

مجموعۂ محمودؔ

اک ترنّم ہے نیا، اک نئی شہنائی ہے
فرش سے تا بہ فلک زمزمہ آرائی ہے
رُوح پرور نہ ہو کیوں وصفِ محمدؐ کی فضا
جذبۂ شوق میں اخلاص کی رعنائی ہے

خامہ ہے ترا یا لبِ اظہارِ عقیدت
ہر لفظ ہے شائستۂ اقدارِ عقیدت
نعتوں کا یہ مجموعہ ہے سامانِ شفاعت
جنّت کی ضمانت ہے یہ شہکارِ عقیدت

عکاسئ موجود مبارک ہو رشیدؔ
آئینۂ مسعود مبارک ہو رشیدؔ
اعزاز محمدؐ کی ثنا خوانی کا
مجموعۂ محمود مبارک ہو رشیدؔ

آغاز برنی

کلامِ محمودؒ

جذبۂ عشق کا مظہر ہے کلامِ محمودؒ
بوئے الفت سے معطر ہے کلامِ محمودؒ

شرحِ لولاک لما، حرفِ دنا کی تفسیر
سر بہ سر نعتِ پیمبرؐ ہے کلامِ محمودؒ

کیف و مستی کا وہ عالم ہے کہ سبحان اللہ
ہر سخنداں کی زباں پر ہے کلامِ محمودؒ

طائرِ فکر نے کیا خوب دکھائی پرواز
رفعتِ عرش کا ہمسر ہے کلامِ محمودؒ

کھِل گیا دل کا کنول، رُوح کی دُنیا مہکی
مثلِ خوشبوئے گُلِ تر ہے کلامِ محمودؒ

اس سے روشن ہوا ہر گوشہ حریمِ جاں کا
صورتِ ماہِ منور ہے کلامِ محمودؒ

رشکِ لعل و گہر اس کے حروف و الفاظ
یعنی گنجینۂ گوہر ہے کلامِ محمودؒ

آؤ اے تشنہ لبو! پیاس بجھاؤ آکر
اک چھلکتا ہُوا ساغر ہے کلامِ محمودؒ

قمر یزدانی

حدیثِ شوق

وُہ ایک جذبہ رہے سلامت، اس اک نوا کو سلام پہنچے
کہ جس سے ہم سے گناہگاروں کو رحمتوں کے پیام پہنچے

یہ کون آیا وُہ پھول لے کر، ہے جن کی نکہت میں رنگِ طیبہ
وُہ پھُول جو اس جہانِ فانی میں لے کے رنگِ دوام پہنچے

یہ کس نے چھیڑا ہے ذکر کس کا کہ عرش صلِ علیٰ پکارا
لیا ہے کس کا یہ نام کس نے کہ شاہ بن کر غلام پہنچے

یہ کس کے لب پر یہ کس کے جامِ شفا کا ذکرِ جمیل آیا
عقیدتوں کے ایاغ لے کر ازل کے سب تشنہ کام پہنچے

یہ کس نے اُس در کی بات کی ہے، گدا ہیں جس کے جہاں کے والی
کہ در پہ آئے غلام بن کر، جہاں میں ہو کر امام پہنچے

"مقامِ محمود" کا بیاں ہے، رشید محمود کی زباں ہے
کلام کا حسن کیوں نہ نکھرے جو حُسن ہو کر کلام پہنچے

زہے یہ قسمت! زہے سعادت کہ دل کا ہر جذبۂ فراواں
جو دِل سے اٹھے، زباں تک بن کے نعتِ خیر الانامؐ پہنچے

ہر اک سخنور کہاں ہے ایسا جو گلشنِ نعت یوں کھلائے
نصیب حسرت کسی کسی کا کہ اس کے لب تک جام پہنچے

پروفیسر محمد یونس حسرت (سیالکوٹ)

نعت گوئی میں نئے انداز کا مالک

فکر پر، فن پر مکمل دسترس رکھتا ہے تو
ہے بہاروں کی طرح پُرکیف تیری گفتگو

درد کی دولت سے مالامال ہے تیرا جگر
چاک کرتی ہے ستاروں کی قبا تیری نظر

رُوح کا ہر گھاؤ بھر دیتی ہے تیری آگہی
کیف و تسکیں زا اثر دیتی ہے تیری آگہی

سوز میں ڈوبی ہُوئی آواز کا مالک ہے تُو
نعت گوئی میں نئے انداز کا مالک ہے تُو

زندگی کا درس دیتا ہے ترا ذہنِ رسا
تیرے شعروں کی مہک لے کر گزرتی ہے صبا

سوچ کی چلمن سے روشن زندگی لاتا ہے تُو
غم نہ جس کی پشت پر ہوں وہ خوشی لاتا ہے تُو

موج میں آتا ہے جب تیری طبیعت کا سماں
اوس کے مُندرے پہن کر ناچتی ہیں ڈالیاں

خدمتِ علم و ادب میں نکتہ رس تیرا دماغ
روشنی تقسیم کرتے ہیں ترے فن کے چراغ

ہے تری بیدار نظریں وقت کی رفتار پر
آنچ آنے ہی نہیں دیتا دلِ خود دار پر

کیوں نہ چرچا ہو ترے آئینۂ ضوبار کا
داغ آلودہ نہیں دامن ترے کردار کا

اقبال احمد راہی

عظمتِ شفیع الامم

۱۹۸۲ء

تذکرۂ صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم	گوہرِ لاجواب حدیثِ شوق
۱۹۸۲ء	۱۴۰۲ھ

از

شاعرِ مستمند راجا رشید محمود	ذاکرِ ذی شان
۱۹۸۲ء	۱۹۸۲ء

ہے پیشِ نظر نعتِ شہنشاہِ رسالت
حقّا کہ ہے نذرانۂ پروردۂ نعمت
۱۹۸۲ء

ہمدوشِ ثریّا ہے خیالات کی رفعت
دراصل ہے یہ ہدیۂ مدّاحِ رسالت

کس درجہ ہے محمود کو سرکار سے الفت
ہیں اس کا ثبوت آپ کے جذباتِ محبّت

اللہ رے محمود بھی ہے ذاکرِ ذی شان
۱۹۸۲ء
خالق نے جسے بخشا ہے عرفانِ حقیقت

الفاظ سے ہے عظمتِ اشعار نمایاں
۱۹۸۲ء
ہر شعر ہے گنجینۂ انوارِ فصاحت

اخلاص کی خوشبو سے معطر ہیں فضائیں
کیا خوب کھلا بابِ شبستانِ عقیدت
۱۴۰۲ھ

خوشنودیِ خلاقِ دو عالم کا سبب ہے
ہے تحفۂ محمود کلیدِ درِ جنت

اس نعت کے مجموعۂ دلکش پہ قمرؔ تم
تذکارِ شہنشاہ کہو سالِ طباعت
۱۹۸۲ء

نتیجۂ افکارِ سقیم قمر یزدانی
۱۴۰۲ھ

فضائلِ سرکار

۱۴۰۲ھ

وحیِ خدائے قدس ہے گفتارِ عبدہٗ
اور عبد سے ہے مختلف معیارِ عبدہٗ

محمود کا یہ نعتیہ مجموعۂ جمیل
جس سے عیاں ہے تابشِ انوارِ عبدہٗ

کہتے ہیں جس کو اہلِ محبت حدیثِ شوق
تاریخِ طبع اس کی ہے تذکارِ عبدہٗ
۱۴۰۲ھ

نذرانۂ مروّت کیش
۱۹۸۲ء
قمر یزدانی

جذباتِ تشکر و امتنان

- ڈاکٹر سید عبداللہ، جناب احمد ندیم قاسمی، جناب احسان دانش مرحوم، جناب بشیر افضل جعفری اور علامہ سید احمد سعید کاظمی کے لیے ـــــ جنھوں نے حدیثِ شوق کے بارے میں اظہارِ خیال فرمایا

- جناب اختر الحامدی مرحوم، جناب ضیا محمد ضیا، جناب حفیظ تائب کے لیے ـــــ جن کے گرانقدر مشورے میرے رہنما رہے

- جناب قاضی عبدالنبی کوکب مرحوم، جناب ریاض حسین چودھری اور سید آفتاب احمد نقوی کے لیے ـــــ جنھوں نے اصحابِ علم سے میرے فکر وفن پر مقالات لکھوائے

- جناب قمر یزدانی کے لیے ـــــ جن کی شفقت ہر مرحلے پر میری معاون رہی

- سید حامد لطیف کے لیے ـــــ جنھوں نے آقا حضور سے عقیدت اور مجھ سے اخلاص کے احساسات کے ساتھ حدیثِ شوق شائع کی

- پیارے ابا جان راجا غلام محمد کے لیے ـــــ جن کی تربیت نے نعتِ نبی کو میری زبان و قلم کا غازہ بنا دیا

راجا رشید محمود

اظہر منزل، نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ لاہور